تنظیم اسلامی کا ترجمان

15

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31واں سال

10 تا 16 رمضان المبارک 1443ھ / 12 تا 18 اپریل 2022ء

قوتِ ارادی کی تربیت

روزے کی ایک برکت یہ ہے کہ یہ آدمی کی قوتِ ارادی کی بہترین طریقہ پر تربیت کرتا ہے۔ شریعت کی حدود کی پابندی کے لیے سب سے زیادہ ضروری چیز یہ ہے کہ آدمی کی قوتِ ارادی نہایت مضبوط ہو۔ بغیر مضبوط قوتِ ارادی کے یہ بالکل ناممکن ہے کہ کوئی شخص شہوات وجذبات اور خواہشات کے غیر معتدل ہیجانات کو دبا سکے، اور جو شخص ان کے مفرط ہیجان کو دبا نہیں سکتا، اس کے لیے یہ محال ہے کہ وہ شریعت کی حدود کو قائم رکھ سکے۔ ایک ضعیف اور لچلچے ارادہ کا آدمی ہر قدم پر ٹھوکر کھا سکتا ہے۔ جب بھی کوئی چیز اس کے غصہ کو اشتعال دلانے والی سامنے آجائے گی وہ بڑی آسانی سے اس سے مغلوب ہو جائے گا۔ جب بھی کوئی طمع پیدا کرنے والی چیز اس کو اشارہ کر دے گی وہ اس کے پیچھے لگ جائے گا۔ اور جہاں بھی کوئی چیز اس کو اکسانے والی نظر آجائے گی وہیں وہ پھسل کے گر پڑے گا۔ اس طرح کی ضعیف قوتِ ارادی کا انسان دنیا میں عزم وہمت کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام بھی نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ وہ شریعت کی حدود وقیود کی پابندی کر سکے۔ بالخصوص شریعت کا وہ حصہ جو انسان کو برائیوں سے روکتا ہے، مضبوط صبر کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس صبر کی مشق روزے سے حاصل ہوتی ہے اور پھر اسی صبر سے وہ تقویٰ پیدا ہوتا ہے جو روزے کا اصل مقصود ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے: ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو۔“

تزکیۂ نفس (حصہ اوّل)
مولانا امین احسن اصلاحی

اس شمارے میں

ایسا کیوں ہوا.............؟

رمضان، روزہ اور قرآن

رمضان کے تقاضے اور ہم

تقویٰ کی اہمیت وفضیلت

دوسرا عشرہ: نوید مغفرت

خامہ انگشت بدنداں ہے!

الہدیٰ 981
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

غور و فکر اور تدبر کی عادت

سُوْرَةُ الفُرْقَان | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت: 73

وَالَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِّرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ لَمۡ یَخِرُّوۡا عَلَیۡہَا صُمًّا وَّ عُمۡیَانًا ﴿۷۳﴾

آیت: ۷۳ ﴿وَالَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِّرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ لَمۡ یَخِرُّوۡا عَلَیۡہَا صُمًّا وَّ عُمۡیَانًا ﴿۷۳﴾﴾ ”اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گر پڑتے۔“

اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ ایسے لوگ جب قرآنی آیات کو پڑھتے یا سنتے ہیں تو ان کا رویہ اندھوں یا بہروں جیسا نہیں ہوتا‘ بلکہ وہ ان پر غور و فکر اور تدبر کرتے ہیں۔ اور دوسرا مفہوم یہ کہ وہ قریشِ مکّہ کی طرح اندھے اور بہرے بن کر اللہ کی آیات کی مخالفت پر کمر نہیں کس لیتے۔ اس مفہوم میں اس آیت کا انداز طنزیہ ہوگا کہ جو رویہ مشرکینِ مکّہ نے کلام اللہ کے ساتھ اپنا رکھا ہے‘ اللہ کے نیک بندوں کا ایسا رویہ نہیں ہوتا۔ سورۂ محمد میں کُفّار کے اس رویے کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے: ﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ اَمۡ عَلٰی قُلُوۡبٍ اَقۡفَالُہَا ﴿۲۴﴾﴾ ”کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل پڑ گئے ہیں؟“ بہر حال ”عبادالرحمٰن“ کے مقام و مرتبہ سے یہ بات فروتر ہے کہ وہ قرآن کو اندھے اور بہرے ہو کر مانیں یا پڑھیں۔

قرآن کے نزول کا مقصد یہی ہے کہ اس کی آیات میں غور و فکر کیا جائے اور ان سے نصیحت و رہنمائی حاصل کی جائے۔ قرآن میں غور و فکر عقلمند لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ جو لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے وہ اکثر شکوک و شبہات کا شکار رہتے ہیں۔ اس کے برعکس قرآن میں غور و فکر کرنے والے ہدایت اور کامیابی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی کتاب سے رہنمائی حاصل کرنے اور اپنے نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین!

درس حدیث

روزے میں گناہوں سے پرہیز

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔“

تشریح: روزے کا مدعا تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ انسان سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی ناراضی کے خیال کو مستحضر رکھے۔ ہر اُس کام سے پرہیز کرے جس سے اللہ نے منع کیا ہو۔ روزہ اللہ کی فرمانبرداری کی حالت ہے۔ اس حالت میں بطور خاص اِس بات کا خیال رکھا جائے کہ آدمی جھوٹ بولنے اور خلاف شرع کاموں سے اپنے آپ کو بچائے۔ ورنہ اُس شخص کا روزہ حقیقت میں روزہ نہیں کہلا سکتا جو بھوک اور پیاس تو برداشت کرے مگر نہ تو جھوٹ بولنے سے اجتناب کرے اور نہ ہی دوسرے غیر شرعی کاموں سے اپنے آپ کو باز رکھنے کی کوشش کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

ایسا کیوں ہوا.......؟

2013ء کے انتخابات کی آمد آمد تھی پاکستان تحریک انصاف کی طرف سے مذہبی جماعتوں کی لاہور کے ایک ہوٹل میں میٹنگ منعقد ہوئی۔ تنظیم اسلامی بھی مدعو تھی۔ مذہبی جماعتوں کے نمائندے اپنی آراء کا اظہار کر رہے تھے اور عمران خان کو اپنے قیمتی مشوروں سے نواز رہے تھے جب تنظیم اسلامی کو اس حوالے سے گفتگو کا موقع دیا گیا تو تنظیم اسلامی کے نمائندے نے براہِ راست عمران خان کو مخاطب کر کے عرض کیا کہ جناب آپ نے کرکٹ میں اپنے ملک کا نام روشن کیا اور واحد ورلڈ کپ جو پاکستان نے آج تک جیتا ہے اُس کی سربراہی آپ ہی کر رہے تھے۔ آپ نے اس سے بھی بڑا ایک کام کیا کہ پاکستان جیسے غریب ملک میں شوکت خانم کے نام سے کینسر کے علاج کا ایک ہسپتال قائم کیا ایک فرد کا اتنا بڑا ہسپتال قائم کرنا اور غریبوں کو مفت علاج فراہم کرنا کسی معجزہ سے کم نہ تھا۔ اب آپ پاکستان کی سیاست کا حصہ بن چکے ہیں اور آپ نے اپنا ہدف پاکستان کو ریاست مدینہ کی طرز پر ایک ریاست بنانا طے کیا ہے جس کا بینر اس وقت بھی سٹیج پر نمایاں نظر آ رہا ہے۔ محترم عمران خان صاحب! معاف کیجئے، اس حوالے سے آپ کی کامیابی کو ہم شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس لیے کہ کرکٹ اور کینسر ہسپتال کے حوالے سے آپ کی یکسوئی اور Commitment بڑی واضح نظر آتی ہے۔ آپ کسی ابہام کے شکار نظر نہیں آتے، لیکن پاکستان کو ریاست مدینہ کی طرز کی ایک مثالی ریاست بنانے میں ہمیں آپ نہ یکسو نظر آتے ہیں اور نہ آپ کے اردگرد وہ ماحول اور وہ لوگ نظر آتے ہیں جو پاکستان کو ریاست مدینہ کی طرز پر ڈھال سکیں، بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ خود آپ پر بھی شاید ریاست مدینہ کا صحیح نقشہ واضح نہیں۔ ہماری بات کو تسلیم نہ کیا گیا اور بعد ازاں بڑے زور سے ریاست مدینہ کا نعرہ لگایا گیا حالانکہ اُن کی طرف سے صرف میرٹ، انصاف، مساوات، صحت اور تعلیم کے حوالے سے جو باتیں سامنے آئیں، اُس کے لیے ریاست مدینہ کی بجائے کسی سکنڈے نیوین ریاست کی مثال زیادہ موزوں تھی۔

ریاست مدینہ جو قرآن پاک کے نظریات کی عملی تعبیر تھی اُس نے حکومتی اور سیاسی معاملات میں مشاورت کے عمل کو نظام کا جزو لاینفک قرار دیا۔ معاشی طور پر سود کو حرام مطلق قرار دیا اور ارتکاز دولت کی نفی کا ایک فریم ورک دے دیا، لیکن معاشرتی زندگی کی باریکیوں کو بھی

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
10 تا 16 رمضان 1443ھ جلد 31
12 تا 18 اپریل 2022ء شمارہ 15
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک.......800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

زیر بحث لایا گیا اور تفصیلی احکامات صادر کیے گئے۔ لیکن عمران خان کی ریاست مدینہ میں مسلمانوں کی معاشرتی زندگی کے کسی اصول، ضابطے یا قانون کا ذکر بھی نہیں۔ اس پس منظر میں اگر عمران خان کا کوئی سیاسی حریف اُن پر یہ الزام لگاتا ہے کہ وہ ریاست مدینہ کا نام اپنی سیاست چمکانے کے لیے لگاتے ہیں تو کوئی بھی آپ کا دفاع نہیں کر سکے گا۔

حیرت ہے کہ امر بالمعروف کے عنوان سے جلسہ کیا جاتا ہے اور اس جلسہ میں خواتین بازو اوپر اٹھا کر تالیاں بجاتی ہوئی شریک ہوتی ہیں ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کا حکم تو ہے ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔'' اگر کسی ریاست میں یہ نہیں ہے تو وہ انصاف، میرٹ اور مساوات اپنانے سے ایک فلاحی ریاست تو کہلا سکتی ہے، ایک اسلامی ریاست نہیں ہو سکتی۔ اُسے ریاست مدینہ نہیں کہا جائے گا۔ اب ریاست مدینہ سے آگے بڑھتے ہوئے عمران خان کا اگر ایک اصولی اور نظریاتی سیاست دان کی حیثیت سے جائزہ لیں تو وہاں بھی معاملہ کرکرا ہو جاتا ہے۔ جب آپ انتخابات کے وقت نظریاتی ساتھیوں کی بجائے الیکٹ ایبلز کو تحریک انصاف کے ٹکٹ دیتے ہیں اور آج جب آپ پر امتحان اور آزمائش کا وقت آیا تو ان الیکٹ ایبلز کی اکثریت نے اپنی اصلیت ظاہر کر دی اور وہ ڈالروں اور روپوں کے عوض بک گئے۔ دوسری طرف عمران خان کے سیاسی مخالفین کا حال یہ ہے کہ وہ انتہائی بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انسانوں کی بھیڑ بکریوں کی طرح خرید و فروخت کر رہے ہیں۔ اُنہیں باہر کے ممالک میں ادائیگیاں کر کے پہلے سندھ ہاؤس کے باڑے میں باندھتے ہیں اور جب یہ راز فاش ہو جاتا ہے تو اُنہیں سخت نگرانی میں اسلام آباد کے ایک فائیو سٹار ہوٹل کے 15 عدد کمروں میں منتقل کر دیتے ہیں اور جب اسمبلی میں آنا ہوتا ہے تو اُنہیں بالکل اُسی طرح اسمبلی میں لایا جاتا ہے جیسے چرواہا اپنے ریوڑ کو لاتا یا لے جاتا ہے۔ انسانیت کی یہ تذلیل دورِ جہالت کی یاد تازہ کر دیتی ہے۔

اب ہم آتے ہیں پاکستان کے معاملات میں بیرونی مداخلت کی طرف۔ 27 مارچ کے جلسہ میں عمران خان ایک خط لہراتے ہیں کہ اُنہیں ایک بڑی عالمی قوت کی طرف سے دھمکی آمیز مراسلہ بھجوایا گیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر عمران خان ہی پاکستان کا وزیر اعظم رہتا ہے تو پاکستان کو سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا اور اگر تحریک عدم اعتماد کے نتیجہ میں عمران خان وزارتِ عظمیٰ سے الگ ہو جاتا ہے تو پھر پاکستان کو معاف کر دیا جائے گا۔ شروع میں تو یہ بات سامنے آئی کہ چونکہ اُن کی کرسی کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے لہٰذا وہ اس خط کو اپنی کرسی بچانے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن پھر جب نیشنل سیکورٹی کمیٹی جس میں تینوں افواج کے سربراہ اور چیئرمین جائنٹ چیفس موجود ہوتے ہیں، اُس نے اسے زبردست غیر ملکی مداخلت قرار دیا تو اس خط کی ایک حیثیت بن گئی۔ بعد ازاں جب ڈونلڈ لوجن پر الزام تھا کہ پاکستان کے سفیر کے ساتھ اُنہوں نے دھمکی آمیز گفتگو کی تھی۔ اُن سے دورہ بھارت کے دوران صحافی نے یہ پوچھا کہ پاکستان اُن پر یہ الزام لگا رہا ہے تو اُس شخص نے اس کی تردید نہ کی۔ اُس کی خاموشی یقیناً اقرار جرم تھا۔ بعد ازاں ایک کلپ وائرل ہوا جس میں کانگریس اسی ڈونلڈ لو کی کھچائی کر رہی ہے کہ وہ اسسٹنٹ سیکرٹری برائے سنٹرل اور ساؤتھ ایشیا کی حیثیت سے کیوں روس کے خلاف ووٹ حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ اُس میں پاکستان کا خاص طور پر ذکر کیا گیا۔

بعد ازاں روس کی وزارت خارجہ نے صاف صاف یہ کہہ کر کہ امریکہ پاکستان کی موجودہ حکومت کو تبدیل کرنے میں مصروف ہے۔ سارا بھانڈا ہی پھوڑ دیا لندن کے اخبار گارڈین نے بھی اس نوعیت کی خبر دی۔ گویا یہ ثابت ہو گیا کہ امریکہ پاکستان میں حکومت کی تبدیلی میں مکمل طور پر ملوث ہے۔ ظاہر ہے اُسے رجیم چینج کے اپنے اس مشن کی تکمیل کے لیے پاکستان کے اندر سے مدد کی ضرورت تھی جو اُسے فراہم کر دی گئی۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امریکہ کو عمران خان سے کیا دشمنی ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لیے دو دہائیاں پیچھے جانا پڑے گا۔ 2001ء میں جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو اُسے فوری طور پر کامیابی تو حاصل ہوئی لیکن جلد ہی افغان طالبان نے مجتمع ہو کر امریکہ کو ٹف ٹائم دینا شروع کر دیا۔ امریکہ نے پاکستان پر شک کا اظہار کیا کہ وہ ڈبل گیم کر رہا ہے، لہٰذا CIA نے طالبان مخالف قوتوں سے مل کر

پاکستان میں دہشت گردی شروع کرادی گویا امریکہ کی عیاری اور مشرف کی غداری سے پاکستان جنگ کا میدان بن گیا۔

پاکستان کے سیاست دانوں میں عمران خان یقیناً واحد آدمی تھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ یہ جنگ ہماری نہیں، امریکہ کی ہے۔ اس پر پاکستانی اور عالمی میڈیا نے عمران خان پر بدترین حملوں کی یلغار شروع کردی۔ عمران خان کو طالبان خان کہا گیا۔ مشرف نے عمران خان کو "terrorist wihout beard" یعنی ’’بغیر داڑھی کے دہشت گرد‘‘ کہنا شروع کر دیا۔ سیکولرز اور لبرلز نے خاص طور پر عمران خان پر بڑھ چڑھ کر حملے کیے اور بالآخر مشرف نے عمران خان کو جیل میں ڈال دیا۔ 2018ء کے انتخابات کے موقع پر جب فوج اور شریف فیملی کے تعلقات بہت کشیدہ تھے۔ تب فوج نے عمران خان کے سر پر دست شفقت رکھا۔ اس موقع پر انٹرنیشنل اسٹیبلشمنٹ اور پاکستانی اسٹیبلشمنٹ میں زبردست کشمکش ہوئی۔ انٹرنیشنل Establishment عمران خان کے ماضی کے رویے کی وجہ سے اُسے کسی صورت پاکستان کا حکمران دیکھنا نہیں چاہتی تھی اور پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کے پاس عمران خان کے سوا کوئی آپشن نہیں تھا۔ پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کامیاب ہوئی اور عمران خان پاکستان کے وزیراعظم بن گئے۔

عمران خان نے وزیراعظم بن کر چند ایسے کام کیے جو امریکہ کے لیے ناقابل برداشت تھے۔ مثلاً ایک امریکی صحافی کے اس سوال پر کہ کیا آپ امریکہ کو پاکستان میں فوجی اڈے فراہم کریں گے؟ تو جواب میں عمران خان نے انتہائی غصہ سے کہا: "Absolutely Not"۔ امریکہ نے روس اور چین کو تنہا کرنے کے لیے "Summit for Democracy" منعقد کروائی اور اس پلیٹ فارم پر دنیا کو اُن کے خلاف یکجا کرنے کی کوشش کی لیکن عمران خان نے اُس کانفرنس میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ امریکہ نے بیجنگ ونٹر اولمپکس کے سفارتی بائیکاٹ کا خود بھی اعلان کیا اور دنیا کو بھی اس کے بائیکاٹ کا حکم دیا، عمران نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا اور وہ خود بیجنگ جا پہنچا۔ عمران خان نے یورپ کے اسلاموفوبیا کے خلاف زبردست مہم چلائی اور بالآخر 15 مارچ کو اسلاموفوبیا کے خلاف دن منانے کا UNO کو فیصلہ کرنا پڑا۔

ہماری رائے میں اہم ترین بات جس کی وجہ سے عمران خان امریکہ کے لیے مکمل طور پر ناقابل برداشت ہو گیا تھا، وہ اُس کا پے در پے دو OIC کے اجلاس پاکستان میں منعقد کروا کر امت مسلمہ کو متحد ہونے کی اپیل کرنا ہے۔ گویا ہماری رائے میں عمران خان کی ناکامی کی ایک بنیادی وجہ تو یہ تھی کہ وہ ریاست مدینہ کا نعرہ لگا کر بالشت بھر اُس کی طرف نہ بڑھا۔ دوسرا دنیا کی سپریم پاور امریکہ کو چیلنج تو کر دیا لیکن ریاست کے دوسرے مقتدر حلقوں کی اس حوالے سے مدد لینے میں بُری طرح ناکام رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خود امریکہ کے خلاف اعلانِ بغاوت بلند کرتا ہے اور اُس کا آرمی چیف عین اُسی وقت امریکہ سے اچھے تعلقات کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ گویا عمران خان امریکہ جیسی سامراجی قوت کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے بغیر تیاری کے میدان جنگ میں کود پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں شکست کے علاوہ اور کیا انجام ہو سکتا تھا۔ پھر یہ کہ ملکی سطح پر اگر آپ کی اپوزیشن ضمیروں کی خرید و فروخت کا غیر آئینی، غیر قانونی اور غیر شرعی کام کرتی ہے اور اس پر آپ بھی قومی اسمبلی میں ڈپٹی سیکرٹری سے قرارداد کو مسترد کروانے کا مضحکہ خیز قدم اٹھواتے ہیں تو مہذب لوگ آپ کو اُن سے مختلف کیوں سمجھیں گے۔ لہٰذا عدالت عظمیٰ نے وہ فیصلہ دے دیا جس کی قانون سمجھنے والا ہر شخص توقع کر رہا تھا۔ البتہ ہمارے لیے عدالت کا ضمیروں کی خرید و فروخت کے مسئلہ کو اور بیرونی سازش کو بالکل Ignore کر دینا انتہائی غیر متوقع ہے۔ ایک طرف ضمیروں کی خرید و فروخت کا مکروہ کھیل ماضی میں بھی ہماری سیاست کا حصہ رہا اور اگر آج بھی عدالت عظمیٰ اُس کا راستہ روکنے سے کتراتی ہے تو نہ صرف آئین کے آرٹیکل 63A کی خلاف ورزی جاری رہے گی بلکہ اس بگاڑ کے مرتکب افراد عدالتی فیصلہ کو اپنی شرمناک حرکات کے دفاع کے لیے بطور نظیر پیش کریں گے۔ جہاں تک خط اور عدم اعتماد میں بیرونی مداخلت کے الزامات کا تعلق ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ملکی و بین الاقوامی نوعیت کے اعلیٰ ترین فورمز پر اس حوالے سے خدشات کا اظہار کیا گیا ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک جوڈیشل کمیشن قائم کیا جائے اور اس معاملے کی اعلیٰ ترین عدالتی سطح پر شفاف انکوائری کرائی جائے۔ بہرحال جو بھی ہے اب اس عدالتی فیصلہ کو من و عن قبول کرنا ہو گا اور کسی قسم کی کوئی ہنگامہ آرائی نہیں ہونی چاہیے۔

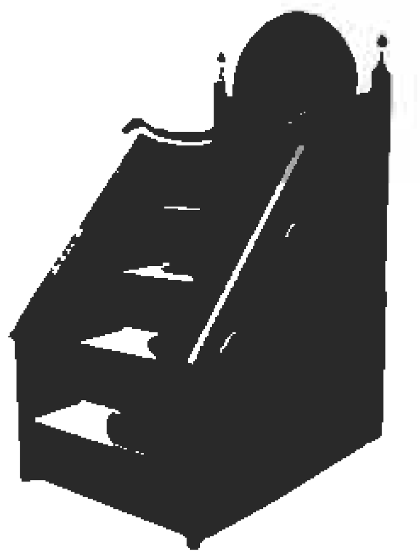

رمضان، روزہ اور قرآن

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے ایک خطاب کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج ہم رمضان، روزہ اور قرآن کے حوالے سے مطالعہ کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

دنیا میں ہم بہت سے امور کی منصوبہ بندی کرتے ہیں، بچوں کی تعلیم اور مستقبل کے بارے میں، ان کی شادی اور گھر بنانے کے بارے میں۔ اسی طرح سیزن کے اعتبار سے ہم کئی منصوبہ بندیاں کرتے ہیں۔ جیسے رمضان شریف کے آنے سے پہلے کھانے پینے کی اشیاء، کپڑوں، جوتوں کی مارکیٹنگ شروع ہو جاتی ہے۔ ہر آدمی سیزن سے پہلے تیاری کرتا ہے اور جب سیزن شروع ہوتا ہے تو بھرپور محنت کر رہا ہوتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ وہ اس سیزن سے فائدہ اٹھا سکے۔ رمضان المبارک بھی اہل ایمان کے لیے نیکیوں کا سیزن ہے، اللہ ہمیں اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم ابھی سے پلاننگ کریں کہ کس طرح ہم اس ماہ مبارک سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اپنے کچھ ٹارگٹس سیٹ کرلیں۔ فرائض تو ادا کرنے ہی ہیں اس میں کوئی دو رائے نہیں۔ روزے بھی رکھنے ہیں، نماز تراویح کا بھی اہتمام کرنا ہے، نوافل کا بھی اہتمام ہوگا۔ اسی طرح جہاں قرآن کی تلاوت ہو وہاں قرآن کو سمجھنے کا بھی اہتمام ہو۔ اسی طرح راہ خدا میں خرچ کرنا، اپنے آپ کو اللہ کے حضور پیش کرنا، روحانی سطح پر آگے بڑھنا، گناہوں سے بچنا، یہ بہت سارے پہلو ہیں جن کے اعتبار سے ہم اپنے لیے، اپنے گھر والوں کے لیے کچھ نہ کچھ ٹارگٹس سیٹ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح دین کی دعوت کا کام ہے۔ ہم نبی مکرم ﷺ کے امتی ہیں۔ اس دور میں مشکلات ہیں لیکن انفرادی طور پر ہم لوگوں کے ساتھ خیر کا کام کر سکتے ہیں۔ بہرحال رمضان ہمارے لیے نیکیوں اور خیر کا سیزن لایا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو جنت کے سارے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے سارے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اس کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ رمضان میں جنت کا حصول آسان کر دیا گیا اور جہنم سے بچنا آسان ہو گیا۔ اب جو انسان جتنی محنت کرے گا وہ اتنا ہی جنت کے قریب اور جہنم سے دور ہو سکتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ہر رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کے فیصلے ہوتے ہیں۔ رات غروب آفتاب کے وقت شروع ہو جاتی ہے یعنی افطار کے وقت تو ہمیں چاہیے کہ تھوڑا پہلے تیاری کرلیں اور افطار کے وقت سے ہی باقی سرگرمیاں ترک کر دیں اور اللہ سے رجوع کر کے بیٹھیں۔ افطاری کے وقت بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور پھر رات کے آخری حصے میں جب ہم سحری کا اہتمام

مرتب: ابوابراهیم

کر رہے ہوتے ہیں تو اس وقت کھڑے ہو جائیں کچھ نوافل کا اہتمام بھی کرلیں۔ قرآن میں ایمان والوں کی صفت بیان ہوئی ہے کہ:

’’اور سحری کے اوقات میں وہ استغفار کرتے تھے۔‘‘

(الذاریات:18)

مسلم شریف کی روایت ہے کہ اللہ اپنی شان کے مطابق ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور پکارتا ہے کہ ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کو عطا کردوں، ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں اس کا سوال پورا کر دوں۔ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ میں اس کو بخش دوں۔ ہمارے لیے خصوصاً رمضان میں ان چیزوں کا اہتمام بہت آسان ہے۔ اللہ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم مانگنے والے بنیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے یہ بھی ارشاد ہوا کہ: اللہ کی طرف سے پکارنے والا پکارتا ہے: اے نیکی کے شوقین آگے بڑھ اور نیکی کر لے، اے بدی کے شوقین رک جا اور باز آ جا۔ یہ پکار دل کے کانوں سے سنی جا سکتی ہے۔ اللہ ہمیں سننے اور اس پر لبیک کہنے کی توفیق دے۔

حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ ماہِ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک خطبہ دیا۔ اس میں آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس مبارک مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑا ہونے کو نفل عبادت مقرر کیا ہے۔ (اس طویل حدیث کے آخر میں آنحضور ﷺ نے فرمایا:) اس ماہِ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے۔ (اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں تخفیف و کمی کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دے گا۔

یہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے ترغیب و تشویق ہے کہ مسلمان اپنی نجات کے لیے کوشش کرے، اللہ سے اپنا تعلق بڑھائے، گناہوں سے بچے اور نیکی کی طرف بڑھے۔

جیسا کہ روزے کی فرضیت کی آیت میں بھی فرمایا گیا:

’’اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلی اُمتوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔‘‘

(البقرہ:183)

تقویٰ کا ایک ترجمہ ہے اللہ کا خوف دل میں رکھنا اور دوسرا ترجمہ ہے گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا۔ یعنی اپنے گناہوں، لغزشوں، نافرمانیوں پر اللہ کی پکڑ اور عذاب

کا خوف دل میں ہو اور انسان عاجزی و انکساری سے اللہ کے حضور توبہ تائب ہو کر آئندہ گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے۔ روزہ اس کوشش میں انسان کو ایک بہترین تربیت اور ماحول فراہم کرتا ہے۔ روزے میں بندہ اللہ کی رضا کے لیے دن بھر بھوکا رہتا ہے، پیاسا رہتا ہے، حتیٰ کہ حلال چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ زوجین کے تعلق کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ جب حلال کو چھوڑ دیا تو اب اس کے لیے حرام کو چھوڑ دینا بالکل آسان ہو گا۔ یہی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور یہی روزے کا مقصد ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

’’جس شخص نے روزے کے دوران بھی جھوٹ بولنا اور معصیت کے کام کرنا ترک نہ کیا تو اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔‘‘

آپ ﷺ نے فرمایا: ’’کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں کہ انہیں اپنے روزے سے سوائے پیاس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی راتوں کو قیام کرنے والے بھی ایسے ہیں جنہیں سوائے شب بیداری کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔‘‘

روزہ انسان کی اس طرح تربیت کرتا ہے کہ وہ اللہ کا صحیح بندہ بن جائے۔ کیونکہ اللہ نے انسان کو پیدا ہی اسی لیے کیا ہے۔ فرمایا:

’’اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔‘‘ (الذاریات:56)

اسی بات کا اقرار ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں کرتے ہیں:

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝﴾

یہ عبادت (بندگی) ساری زندگی کی مطلوب ہے۔ کچھ عبادات مخصوص ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، قربانی، صدقہ وخیرات، طواف ہے وغیرہ۔ اس کے علاوہ زندگی کے باقی تمام امور جن میں حقوق العباد ہیں، معاملات، اخلاقیات، بندوں کے ساتھ رویے ہیں، ان سب میں جب ہم اللہ کے رسول ﷺ کے اسوہ کی پیروی کریں گے تو گویا پوری زندگی عبادت بن جائے گی۔

اب اس پوری زندگی کی عبادت میں بعض چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں اور ان میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہمارا نفس ہے۔ فرمایا: ’’کیا تم نے دیکھا اُس شخص کو جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنالیا ہے؟‘‘ (الفرقان:43)

یعنی نفس کچھ اور تقاضا کرتا ہے حالانکہ اللہ کا حکم کچھ اور ہوتا ہے۔ اللہ کے حکم کو چھوڑ کر بندہ نفس کی مان رہا ہے تو گویا وہ شرک کر رہا ہے۔ آج ہمارے ہاں نعرے لگ رہے ہیں: ’’میرا جسم میری مرضی‘‘۔ یہ نفس کی پیروی اور اللہ کی بندگی سے بغاوت ہے۔ جبکہ انسان کی دائمی کامیابی اللہ کی بندگی میں ہے اور روزہ کا حاصل یہی ہے کہ انسان اپنے نفس پر کنٹرول کرے۔ کسی نے کیا خوب کہا کہ: ایک قدم نفس پر دوسرا قدم جنت میں۔ یہ قرآن حکیم کے ایک مقام کی ترجمانی ہے۔ فرمایا:

’’اور جو کوئی ڈرتا رہا اپنے ربّ کے حضور کھڑا ہونے (کے خیال) سے ‘اور اُس نے روکے رکھا اپنے نفس کو خواہشات سے۔ تو یقیناً اُس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔‘‘ (النازعات:41،40)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ اس نفس کو لگام دینا، یعنی ضبط نفس روزے کا بہت بڑا حاصل ہے۔ انسان استطاعت کے باوجود روزے میں بعض چیزوں سے بچتا ہے، اس لیے کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ اسی طرح اگر اس میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ اللہ پوری زندگی دیکھتا ہے تو اس کے لیے گناہوں سے بچنا اور تقویٰ اختیار کرنا آسان ہو جائے گا اور یہی چیز اس کی اُخروی نجات کے لیے ضروری ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

’’اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔‘‘ (آل عمران:102)

اگر انسان کو اپنا نیک انجام مطلوب ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے دنیا سے جائے اور روزہ اس کی ایک مشق ہے۔

رات کا قیام

روزہ کا ایک اور حاصل یہ ہے کہ بھوکا پیاسا رہ کر انسان کا نفس کمزور ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں اس کی روح بیدار ہونا شروع ہوتی ہے اور اللہ کے ساتھ بندے کا قرب پیدا ہوتا ہے۔ اس حالت میں دو چیزیں اللہ سے تعلق کو مزید مضبوط بناتی ہیں اور وہ ہیں قرآن اور رات کا قیام۔ اس لیے اسلام میں تراویح کا تصور ہے جس میں قرآن سنا جاتا ہے۔ قرآن میں سورۃ المزمل میں نبی اکرم ﷺ کو ایک تہائی رات یا دو تہائی رات قیام کا حکم ہوا۔ جو تہجد کی صورت میں سیرت پاک ﷺ کا حصہ رہا۔ البتہ صحابہ کرام ؓ کے دور سے ہمیں رمضان میں رات کا قیام تراویح کی شکل میں میسر آتا ہے۔ رات کے قیام کی بھی بڑی حکمتیں اور برکتیں ہیں۔ ایک روایت میں اللہ کے نبی ﷺ نے اس قیام کو سنت قرار دیا۔ جو اجر روزے کا بیان ہوا ہے وہی اجر احادیث مبارکہ میں رات کے قیام کا بیان ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پریس ریلیز: 2 اپریل 2022ء

ڈاکٹر اسرار احمد آفیشل یوٹیوب چینل پر پابندی لگانا اسلاموفوبیا کی بدترین شکل ہے

شجاع الدین شیخ

ڈاکٹر اسرار احمد آفیشل یوٹیوب چینل پر پابندی لگانا اسلاموفوبیا کی بدترین شکل ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے یوٹیوب پر ڈاکٹر اسرار احمد آفیشل یوٹیوب چینل کو بند کرنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ لاکھوں سبسکرائبرز اور کروڑوں ویوز کا حامل یہ عالمی شہرت یافتہ یوٹیوب چینل اسلام دشمن قوتوں کی آنکھوں میں روزِ اوّل سے کھٹکتا تھا۔ مختلف مواقع پر جھوٹے عذر تراش کر بار ہا اس پر پابندی لگانے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلام دشمن طاقتوں کے مظالم کی قرآن وحدیث کے الفاظ میں مذمت کے بیان کو نفرت انگیز مواد قرار دینا مغربی دنیا اور سوشل میڈیا کے اپنے آزادیٔ اظہار کے نام نہاد دعوؤں کی مکمل نفی ہے۔ اسلاموفوبیا کے اس شرمناک فعل کے جواب میں تنظیم اسلامی نے متعلقہ پلیٹ فارمز کے ذریعے بھرپور قانونی چارہ جوئی کا آغاز کر دیا ہے۔ اُنہوں نے متنبہ کیا کہ اگر مسلمانوں نے انفرادی طور پر اور اُمت مسلمہ نے بحیثیت مجموعی اسلاموفوبیا اور تعصب پر مبنی اس طرح کے واقعات کے خلاف بروقت اور بھرپور ردِعمل نہ دیا تو اسلام دشمن قوتوں کی طرف سے اس نوعیت کے مزید اشتعال انگیز اقدامات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

''جو شخص رمضان کی راتوں میں اپنے ایمان کو قائم رکھتے ہوئے اور احتساب کے ساتھ کھڑا رہا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔'' (بخاری)

ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضورﷺ نے ارشاد فرمایا: روزہ اور قرآن بندے کے حق میں اللہ سے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے پروردگار! میں نے تیرے اس بندے کو کھانے پینے اور شہوت سے روکے رکھا۔ پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمالے۔ اور قرآن یہ کہے گا کہ پروردگار میں نے اس کو رمضان کی راتوں میں سونے سے روکے رکھا لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمالے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی سفارش کو قبول فرمائے گا''۔ (رواہ البیہقی)

رات کے قیام کا ایک حاصل یہ ہے کہ جب دن کے روزے کی وجہ سے جسم کمزور اور ڈھیلا پڑتا ہے، نفس کمزور ہوتا ہے تو انسان کی روح بیدار ہوتی ہے۔ ظاہر روح کی بھی غذا ہے اور وہ قرآن مجید ہے۔ تراویح میں قرآن سننے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہماری روح کو طاقت ملے، ہمارا تعلق اللہ سے بڑھے اور اللہ کی بندگی کے لیے ہم تیار ہوجائیں، ہماری ایسی تربیت ہو کہ ہم متقی بن جائیں اور گناہوں کو چھوڑنے والے بن جائیں۔ سورۃ المزمل میں آپﷺ سے فرمایا کہ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ اسی اصول پر تراویح میں بھی قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ کر پڑھنا اور اس کی ہدایات کو اپنے دل و دماغ میں اُتارنا مقصود ہے۔ ہمارے ہاں قرآن جس رفتار سے پڑھا جاتا ہے اور سنا بھی جاتا ہے، تکمیل قرآن بھی ہوجاتی ہے لیکن کیا اصل مقصد حاصل ہوا کہ کچھ سمجھ آئی کہ ہمارے لیے قرآن میں ہدایات کیا تھیں؟ یہ بہت بڑی کمی ہے ہمارے معاشرے میں جس کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ بے شک قرآن کو بغیر سمجھے پڑھنے سے بھی ثواب ملتا ہے لیکن اصل مقصد تو اس کو سمجھنا ہے اور پھر اس کی ہدایات کی روشنی میں اپنی زندگی کو ڈھالنا مطلوب ہے۔ کیونکہ قرآن محض کتاب ثواب ہی نہیں بلکہ کتاب ہدایت ہے۔ ھدی للناس ہے۔

استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ پر اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا فضل اور انعام یہ ہوا کہ انہوں نے دورہ ترجمہ قرآن شروع کیا جس سے قیام اللیل مع القرآن کا مقصد صحیح معنوں میں پورا ہوتا ہے۔ اب پاکستان بھر میں اور دنیا کے کچھ ممالک میں سینکڑوں مقامات پر نماز تراویح دورہ ترجمہ قرآن کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔

رمضان اور قرآن

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا'' (البقرۃ:185)

سارے مہینے اللہ کے ہیں لیکن قرآن کے نزول کی وجہ سے رمضان کا مہینہ افضل ہے۔ اس میں شب قدر کی رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: ''یقیناً ہم نے اتارا ہے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں۔'' (القدر:1)

اسی طرح روزہ کس لیے رکھوایا جا رہا ہے۔ ارشاد ہوا: ''اور تاکہ تم بڑائی کرو اللہ کی اس پر جو ہدایت اُس نے تمہیں بخشی ہے اور تاکہ تم شکر کرسکو۔'' (البقرہ:185)

رات کے قیام میں قرآن کو پڑھنا، سننا اور سمجھنا مقصود ہے۔ اگر ہم غور کریں تو پورا مہینہ قرآن کی وجہ سے فوکسڈ ہے۔ مہینہ افضل، رات افضل قرآن کی وجہ سے۔ روزے دیے گئے قرآن کا شکرانہ ادا کرنے کے لیے۔ رات کا قیام دیا گیا قرآن کے ساتھ تعلق کی مضبوطی کے لیے۔ لیکن ہمیں سمجھ تو آئے کہ قرآن میں کیا لکھا ہے؟

کیوں نا ہم پلان کرلیں کہ یہ رمضان ہم قرآن کریم کے ساتھ گزاریں گے تاکہ ہمیں معلوم تو ہو کہ ہمارا رب ہم سے کیا چاہتا ہے۔ سیدنا علیؓ فرماتے ہیں: جب میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ سے کلام کروں تو میں نماز میں کھڑا ہوجاتا ہوں اور جب میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کلام فرمائے تو میں قرآن کھول لیتا ہوں کہ دیکھوں اللہ تعالیٰ مجھ سے کیا فرما رہا ہے، کس بات کا مجھ سے تقاضا کررہا ہے۔

آپ ترجمہ کے ساتھ قرآن کو پڑھنا شروع کریں تو قرآن کی بہاریں آنا شروع ہوجائیں گی۔ رمضان کا مہینہ بھی قرآن کے لیے ہے۔ اس میں ثواب بھی کئی گنا ہے لہٰذا رمضان میں اوقات کا زیادہ مصرف قرآن فہمی ہونا چاہیے۔ انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کروں کہ ہمارے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں سب کچھ پڑھایا جاتا ہے لیکن شاید قرآن ایک بار بھی ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کا موقع نہیں ملتا۔ حالانکہ صرف ترجمہ کافی نہیں بلکہ تشریح اور وضاحت کی ضرورت بھی ہے۔ پیارے بھائیو! یہ زندگی مختصر ہے معلوم نہیں کب مہلت ختم ہوجائے۔ کیوں نہ اس مہلت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہم اس رمضان میں قرآن کو ترجمہ اور تشریح کے ساتھ پڑھنا شروع کریں اور دیکھیں تو سہی ہم کو پیدا کرنے والا رب ہم سے کیا چاہتا ہے، دین کے کیا تقاضے ہیں، اللہ کے رسولﷺ سے محبت کے کیا تقاضے ہیں؟

روزے کا ایک اور حاصل ہمدردی اور غمگساری ہے۔ نبی اکرمﷺ نے اس مہینے کو **شھر المواساۃ** قرار دیا کہ یہ مواسات، ہمدردی، غمگساری کا مہینہ ہے۔ ویسے بھی اس وقت ملکی اور عالمی حالات ایسے ہیں کہ بے روزگاری، غربت، مہنگائی کی وجہ سے غریب آدمی کا جینا مشکل ہوچکا ہے۔ روزے کی حالت میں انسان اس کیفیت کو محسوس کرسکتا ہے۔ اس احساس کا حاصل یہ ہے کہ بندہ ضرورت مندوں اور محتاجوں کی مدد کرے۔ زکوٰۃ تو فرض ہے، وہ تو دینی ہی دینی ہے اس کے علاوہ صدقہ وخیرات کی صورت میں انسان اللہ کی راہ میں خرچ کرسکتا ہے اور رمضان میں اس کا ثواب بھی کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ جب رمضان آتا تھا تو حضورﷺ کی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی جو صفت تھی اس میں تیز رفتار آندھیوں کی سی کیفیت آجاتی تھی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ موقع ہے، اس وقت حالات بھی ایسے ہیں کہ ہمیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ماہ رمضان کا ایک حاصل یہ بھی ہے کہ یہ متحرک کردینے والا مہینہ ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر یہ تصور ہے کہ یہ کھانے پینے کا مہینہ ہے۔ افطار ڈنر، مڈنائٹ ڈنر، افطار ڈیلز، مڈنائٹ ڈیلز اور پھر سحری ڈیل اور پتا نہیں کیا کچھ چلتا ہے۔ اس طرح لگتا ہے جیسے یہ کھانے پینے کا سیزن آگیا۔ حالانکہ یہ نہ آرام کا مہینہ ہے اور نہ کھانے پینے کا بلکہ یہ متحرک ہوجانے کا مہینہ ہے۔ سیرت نبویﷺ کا مطالعہ کریں تو رمضان ہمیں متحرک ہونے والا مہینہ دکھائی دیتا ہے۔ حق وباطل کا پہلا معرکہ یعنی غزوۂ بدر رمضان میں ہوا۔ غزوۂ احد اور غزوۂ خندق رمضان کے فوری بعد ہوئے یعنی تیاری رمضان میں ہوئی۔ پھر فتح مکہ کا عظیم معرکہ بھی رمضان میں انجام پایا۔ یعنی سیرت النبیﷺ سے ہمیں رمضان میں اللہ کے دین کی دعوت کے لیے، اللہ کے دین کے غلبے اور نفاذ کے لیے متحرک ہوجانے کا درس ملتا ہے۔

پاکستان بھی اللہ نے ہمیں اسی ماہ مبارک کی شب قدر کی رات عطا فرمایا تھا۔ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم یہاں اللہ کے دین کا نفاذ کریں گے۔ اگر اس مہینے میں قرآن ملا اور پاکستان ملا تو کیا ایمان والوں کو اس میں متحرک نہیں ہوجانا چاہیے۔ حق تو یہ ہے کہ رمضان میں اہل ایمان کو جس طرح عبادات اور مخلوق کی نفع رسانی کے معاملات میں آگے بڑھنا ہے، اپنے روزوں کی حفاظت بھی کرنی ہے، راتیں قرآن کے ساتھ بسر کرنی ہیں اور قرآن کو سمجھنے کا اہتمام کرنا ہے اور قرآن کے ساتھ جڑنا بھی ہے، اسی طرح اپنے جذبہ ایمانی کو بڑھا کر اُمت کے لیے، اُمت کے کام کے لیے کھڑا بھی ہونا ہے۔ دعوت دین کا کام بھی کرنا ہے اور نفاذ دین کی جدوجہد بھی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

روزے کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس ماہ مبارک میں روزے کی حالت میں بعض حلال چیزوں سے دور رہ کر انسان ایسی تربیت حاصل کرے کہ پوری زندگی کے لیے حرام چیزوں سے دور ہو جائے یعنی تقویٰ اختیار کرے۔

قیام اللیل کا مقصد یہ ہے کہ ہم قرآن کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے، پھر ان تقاضوں پر عمل بھی کریں۔ قیام اللیل کے اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے دورہ ترجمہ قرآن متعارف کروایا جو بہت مقبول ہوا اور اب پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں سینکڑوں مقامات پر تراویح کے دوران دورہ ترجمہ قرآن ہوتا ہے: شجاع الدین شیخ

رمضان کے تقاضے اور ہم کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: رمضان المبارک کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: قرآن حکیم اور احادیث میں ماہ رمضان المبارک کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ البقرۃ کی آیات 183 تا 188 میں ماہ رمضان، اس کی فضیلت، روزوں کی فرضیت اور ان سے متعلق احکام و مسائل بیان ہوئے ہیں۔ پھر اس میں رمضان کی اصل فضیلت کا بیان ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾

(البقرہ:185)

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔''

گویا اس ماہ مبارک کی اہم ترین فضیلت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس میں قرآن نازل فرمایا۔ اسی طرح احادیث میں نبی اکرم ﷺ کا ایک خطبہ بہت معروف ہے جو آپ ﷺ نے شعبان کے آخری روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے دیا تھا، جس میں رمضان کی فضیلت بیان فرمائی۔ اس خطبہ میں اس ماہِ مبارک کی عظمتوں کا ذکر آیا کہ رمضان کا پہلا عشرہ رحمت کا، دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ اس مہینہ میں نفل کا ثواب فرض کے برابر عطا ہوتا ہے اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر عطا ہوتا ہے۔ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکار لگاتا ہے کہ اے نیکی کے شوقین! آگے بڑھ اور نیکی کر لے اور اے بدی کے شوقین! رک جا اور باز آجا۔ ایک پکار لگی ہوئی ہے جو جسم کے کانوں سے نہیں بلکہ روح کے کانوں سے سنی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سننے اور اس کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اس ماہ کی ہر رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی مغفرت کے فیصلے کیے جاتے ہیں۔ یعنی یہ اہل ایمان کے لیے نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بے شمار مواقع دیے ہیں کہ وہ اللہ کو پا لینے، اللہ کو راضی کرنے، اللہ تعالیٰ کی

مرتب: محمد رفیق چودھری

جنت کے حصول اور جہنم سے اپنے آپ کو بچانے اور اجر وثواب میں آگے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اس طرح اس مہینے کو ((شہر المواساۃ)) ہمدردی کا مہینہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ ہمیں عام طور پر دوسروں کی بھوک کا اندازہ نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ کروڑوں مسلمانوں کو اس ماہ مبارک میں روزوں کے ذریعے یہ احساس دلاتا ہے کہ بھوک اور پیاس انسان کو کس طرح ستاتی ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اس ماہ کو ((شہر الصبر)) قرار دیا اور فرمایا کہ ((والصبر ثوابہ الجنۃ)) اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ صبر اپنے آپ کو روکنے کا نام ہے۔ حالتِ روزہ میں کھانے پینے اور زوجین کے تعلق سے رکنا تو ہے ہی لیکن اس سے آگے بڑھ کر جھوٹ، غیبت اور دیگر گناہوں سے اپنے آپ کو روکنا صبر کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رمضان میں جنت کے سارے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے سارے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر آخری عشرے کی اور زیادہ فضیلت ہے کیونکہ اس کی طاق راتوں میں شبِ قدر کو تلاش کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

سوال: رمضان کا حاصل تقویٰ ہے۔ تقویٰ کی تعریف کیا ہے اور ایک مسلمان متقی کیسے بن سکتا ہے؟

جواب: ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حکمت بھی بیان فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝١٨٣﴾ ''اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ فرض کیا گیا تھا تم سے پہلوں پر تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔'' (البقرہ:183)

تقویٰ کا ترجمہ ہے بچنا۔ یعنی گناہوں سے بچنا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچانے کی کوشش کرنا۔ تقویٰ کا ایک ترجمہ خوف یا ڈر کیا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی پکڑ، اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اللہ کی سزا کا ڈر۔ اللہ کا عذاب نافرمانوں کے لیے ہے۔ ایک بندہ جب روزہ رکھتا ہے تو وہ کھانے پینے اور ازدواجی تعلق سے دور ہو جاتا ہے حالانکہ یہ چیزیں حلال ہیں لیکن بندہ روزہ رکھ کر ان کو چھوڑ رہا ہے تاکہ اللہ راضی ہو جائے۔ اسی طرح ایک پوری زندگی کا روزہ ہے جس میں پوری زندگی حرام چیزوں کو چھوڑنا ہے اور یہی تقویٰ کا حاصل ہے۔ بہرحال روزے کا بڑا حاصل اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں تقویٰ کی ایک بہت عمدہ تعریف ملتی ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابیؓ! تقویٰ کیا ہے؟ انہوں نے جواباً استفسار کیا، اے امیر المومنین! کبھی کسی ایسے خار زار راستے پر چلنے کا اتفاق ہوا، جس کے

دونوں جانب کانٹے دار جھاڑیاں ہوں۔فرمایا: متعدد بار ایسا سفر درپیش ہوا ہے۔حضرت ابی ؓ نے پوچھا! اے امیر المومنین! ایسے راستے پر آپؓ کے سفر کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ارشاد ہوا: دامن سنبھال کر اور جسم کو بچا بچا کر کہ کہیں کوئی کانٹا دامن کو الجھا نہ دے اور جسم میں خراش نہ ڈال دے، حضرت ابی ؓ نے فرمایا: امیر المومنین! یہی تقویٰ ہے کہ زندگی کا سفر اس حسن و خوبی اور حزم و احتیاط سے کیا جائے کہ گناہوں کا کوئی کانٹا نہ تو دامن کو الجھا سکے اور نہ جسم کو مجروح کر سکے۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بہت سے کانٹے ہیں یعنی سود، بے حیائی، غیبت، جھوٹ وغیرہ ان سے اپنے آپ کو بچانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانے کی تیاری کرنا اصل تقویٰ ہے۔

سوال: نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ رمضان کیسے گزارتے تھے؟

جواب: اللہ کے رسول ﷺ رمضان سے دو ماہ پہلے رجب کا چاند دیکھ کر دعا کرتے تھے:

((اللھم بارک لنافی رجب وشعبان وبلغنا رمضان))

حالانکہ آپ ﷺ معصوم تھے خطاؤں سے پاک تھے لیکن اس کے باوجود اس دعا کا اہتمام کرتے تھے۔جب رمضان آتا تھا تو آپ ﷺ جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کا دور فرماتے اور آپ ﷺ نے حیات طیبہ کے آخری سال میں دومرتبہ قرآن پاک کا دور فرمایا۔گویا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کی جو divine scheme بنائی ہوئی تھی اس کا ایک عملی مظاہرہ یہ بھی نظر آتا ہے کہ ماہ رمضان میں قرآن حکیم کے ساتھ تعلق کی مضبوطی، قرآن حکیم کو تھامنے کی کوشش کرنا، قرآن حکیم کے ساتھ وقت گزارنے کی کوشش کرنا خاص معاملہ ہے۔ایک حدیث میں ذکر آتا ہے کہ جب آپ ﷺ جبرائیل امین علیہ السلام کے ساتھ قرآن پاک کا دور فرماتے تھے تو آپ ﷺ کی جو سخاوت والی صفت تھی یعنی دوسروں پر مال خرچ کرنا، ان کی حاجات پر خرچ کرنا، اُس صفت میں تیز رفتار آندھی کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔رسول اللہ ﷺ پورا سال رات کا قیام فرماتے تھے جس کو ہم تہجد، قیام اللیل کہتے ہیں۔البتہ رمضان کے آخری عشرے میں آپ ﷺ پوری پوری رات قیام فرماتے، اپنے گھروالوں کو بھی بیدار فرماتے اور ان کو بھی اللہ تعالیٰ سے لولگانے، اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی طرف متوجہ فرماتے۔عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ماہ رمضان تھوڑا آرام کا مہینہ ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔دور نبوی ﷺ کو دیکھیں تو غزوۂ بدر اور فتح مکہ جیسے بڑے واقعات ماہ رمضان میں ہوئے۔پھر غزوۂ احد 3 شوال اور غزوۂ احزاب 5 شوال میں ہوئے لیکن غالب گمان ہے کہ ان کی تیاری رمضان میں ہوئی ہوگی۔رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی ساری محنتیں رمضان میں ہو رہی ہیں تو یہ آرام کا مہینہ کیسے ہوا؟ اسی طرح صحابہ کرام ؓ کا ماہِ رمضان میں خصوصی تعلق ہمیں قرآن حکیم کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔صحابہ کرام ؓ کی راتیں تلاوت قرآن، اذکار اور نوافل میں بسر ہوتیں۔موطا امام مالک کی روایت ہے کہ رمضان میں صحابہ کرام ؓ کا تلاوت اور قیام کا سلسلہ اس قدر طویل ہوتا کہ جب وہ واپس گھر جاتے تو ان کے پاس بڑا مختصر وقت ہوتا جس میں وہ گھر والوں کو کہتے ہیں کہ جلدی کچھ کھانے پینے کو پیش کرو کہیں سحری کا وقت ختم نہ ہو جائے۔

جب رمضان آتا تھا تو آپ ﷺ جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کا دور فرماتے اور آپ ﷺ نے حیات طیبہ کے آخری سال میں دومرتبہ قرآن پاک کا دور فرمایا۔

سوال: رمضان المبارک میں لوگوں کا دینی رجحان معمول سے زیادہ بڑھ جاتا ہے، مساجد کی رونقیں دیدنی ہوتی ہیں، صدقہ وخیرات کثرت سے کیا جاتا ہے۔ہم کون سی دعا کریں یا کون سا عمل کریں کہ یہ والا جذبہ پورا سال قائم ودائم رہے؟

جواب: ماہ رمضان میں لوگ اللہ کے ساتھ جڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔نمازوں کا اہتمام، نوافل کا اہتمام، صدقہ وخیرات اور دوسرے نیک اعمال لوگ بڑے شوق سے کرتے ہیں لیکن یہ ہمارے لیے سوچنے کا مقام ہے کہ جیسے ہی شوال کا چاند نظر آتا ہے مسجدیں ویران ہو جاتی ہیں۔اسی طرح ہم لوگ ماہ رمضان میں محنتیں کرتے ہیں تاکہ اللہ سے تعلق جڑے تو رمضان کے بعد اس تعلق میں مضبوطی ہونی چاہیے نہ کہ کمی۔جہاں تک اس ماہ میں دعا کرنے کا معاملہ ہے تو حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کرنے کے بعد دعا کی تھی۔یعنی اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سکھا رہا ہے کہ اعمال کے بعد دعا کرنی چاہیے۔

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾(البقرہ ۱۲۷) ''اے ہمارے ربّ! ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے۔یقیناً تُو سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔''

آج ہم جو محنت کر رہے ہیں محض اللہ کے فضل سے کر رہے ہیں، اسی سے دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ! اس کو قبول فرمالے۔پھر ہر فرض نماز کے بعد ہم ایک دعا مانگتے ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ نے سکھائی کہ

((اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ))(رواہ ابوداؤد)

''اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں، تیرا شکر ادا کروں اور تیری بہترین عبادت کروں۔''

گویا نماز ادا کرنے کے بعد بھی بندگی اور حسن عبادت کی دعا اللہ کے نبی ﷺ سکھا رہے ہیں تو قبولیت کی دعا بھی اور مزید اعمال کی دعا بھی اللہ سے کرنی چاہیے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوا کا معاملہ ہے کہ ماہ رمضان میں ایک ماحول ہر ایک کو میسر آتا ہے جس میں اکثر لوگ عبادات اور حسنات میں لگے ہوتے ہیں لیکن جب یہ مہینہ ختم ہوگا تو ماحول ختم ہو جائے گا۔پھر رمضان کے بعد شیاطین بھی آزاد ہو جاتے ہیں۔بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ بڑی پیاری بات فرماتے تھے کہ رمضان کے بعد مومن کو خود ماحول بنانا پڑے گا۔اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے۔یعنی ایک دینی اجتماعیت کو اختیار کریں جہاں ہمارے لیے خیر میں آگے بڑھنا اور بدی سے بچنا آسان ہو جائے۔یعنی اپنے جیسے ساتھیوں کے ساتھ تواصی بالحق اور تواصی بالصبر (مل جل کر حق کی اور مل جل کر صبر کی وصیت کرنا) کے اجتماعی ماحول میں رہیں گے تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ نیکی کا تسلسل اور گناہوں سے بچنے کا تسلسل آگے بھی جاری رہے گا۔ان شاءاللہ!

سوال: صلوٰۃ تراویح کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے بعض لوگ آٹھ رکعت پڑھتے ہیں اور بعض 20 پڑھتے ہیں حتیٰ کہ حرمین میں بھی بیس پڑھی جاتی ہیں۔بعض تراویح کے اس عمل کو شجر ممنوعہ تصور کرتے ہیں۔رمضان المبارک میں قیام اللیل کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ تراویح کی رکعتوں میں اختلاف ہے لیکن ہم یہ کہیں گے کہ جو جتنی رکعتیں ادا

کررہا ہے وہ ادا کرے لیکن اگر اُسے پتا ہو کہ میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں اور اللہ مجھ سے کیا فرما رہا ہے۔ تو انسانی کیفیت میں انقلاب آجائے گا۔ آج قرآن پاک کے فہم کا فقدان ہمیں بُری طرح متاثر کر رہا ہے۔ ہم پورا قرآن تلاوت کر جاتے ہیں، سن لیتے ہیں، یقیناً ثواب ملتا ہے، لیکن ہمیں پتا ہی نہیں ہوتا کہ اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ حالانکہ قرآن کتاب ہدایت ہے۔ فرمایا: ھدی للناس، ھدی للمتقین۔ قیام اللیل کا مقصد یہ ہے کہ ہم قرآن کو سمجھنے کی کوشش کریں، اللہ کے پیغام کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے، اس پر عمل پیرا ہونے کی نیت اور کوشش بھی ہو۔ رسول اللہ ﷺ تو پورا سال قیام اللیل فرماتے جس کو تہجد کی نماز کہا جاتا ہے۔

﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴾ (بنی اسرائیل)

''اور رات کے ایک حصے میں آپؐ جاگیے اس (قرآن) کے ساتھ' یہ اضافی چیز ہے آپؐ کے لیے' امید ہے کہ آپؐ کا رب آپؐ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔''

رات کے قیام میں قرآن پاک کے ساتھ وقت گزارا جانا مطلوب ہے۔ البتہ یہ آپ ﷺ کے لیے فرض تھا امت کے لیے نفل ہے۔ قیام اللیل کے عمل پر محمد رسول اللہ ﷺ کو مقامِ محمود عطا ہوگا جو انتہائی بلند مقام ہے۔ اسی کے ذیل میں علماء نے لکھا کہ اگر کوئی اللہ کا قرب چاہتا ہے، اللہ کے ہاں اپنی قبولیت چاہتا ہے تو رات کا قیام کرے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دور سے تہجد کی ایک اجتماعی شکل نماز تراویح کی صورت میں عطا ہوئی۔ احادیث میں رات کے قیام کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو فضیلت دن کے روزے کی بیان فرمائی وہی فضیلت رات کے قیام کی بیان فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))

(رواہ البخاری و مسلم)

''جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے' اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کے بھی تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے' اور جو لیلۃ القدر میں کھڑا رہا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کی بھی سابقہ تمام خطائیں بخش دی گئیں!''

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''روزہ اور قرآن (قیامت کے روز) بندے کے حق میں شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا: اے ربّ! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور خواہشاتِ نفس سے روکے رکھا' تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! اور قرآن یہ کہے گا کہ اے پروردگار! میں نے اسے رات کے وقت سونے (اور آرام کرنے) سے روکے رکھا' لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! چنانچہ (روزہ اور قرآن) دونوں کی شفاعت بندے کے حق میں قبول کی جائے گی اور اس کے لیے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا۔)'' (رواہ احمد)

لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں شہروں میں تو خاص طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ رات دیر تک جاگتے ہیں اور کچھ لوگ تو وقت گزاری کے لیے رمضان المبارک میں پوری رات جاگتے ہیں۔ اگر یہی لوگ قرآن کے ساتھ اپنا وقت گزاریں تو روزِ محشر قرآن کہے گا میں نے ان کو رات سونے سے روکے رکھا۔ یعنی وہی وقت جو فضول جاگ کر گزارا جا رہا ہے اگر قرآن کو پڑھنے، سمجھنے اور سننے میں گزارا جائے گا تو وہی وقت ان کی بخشش کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ لہٰذا رمضان المبارک کی راتوں کا زیادہ سے زیادہ حصہ قرآن پاک کے ساتھ بسر ہو جس کی عام طور پر ہمیں کمی محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی کمی کو دور کرنے کے لیے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام متعارف کروایا۔ بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اپنی سی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کا دورہ ترجمہ قرآن اللہ کے ہاں بہت مقبول ہوا۔ الحمد للہ، ثم الحمد للہ! 1984ء کی گرمیوں کی چھوٹی راتوں میں یہ پروگرام سحر تک چلتا تھا۔ انہوں نے یہ سوچ کر کہ یہ پروگرام طے کیا کہ رمضان میں قیام اللیل کے لیے قرآن تو سنا جاتا ہے لیکن کسی کو سمجھ نہیں آتی لہٰذا اس انداز سے قرآن کے ساتھ وقت گزارا جائے کہ پہلے اس کا ترجمہ اور مختصر تشریح ہو اور پھر اس کو تراویح میں سنا جائے۔ آغاز میں چار تراویح کا ترجمہ اور تشریح ہوتی ہے۔ ہماری زندگی کے ہزاروں گھنٹے پتا نہیں کہاں کہاں صرف ہو جاتے ہیں لیکن دورہ ترجمہ قرآن کا پورے رمضان میں تقریباً ڈیڑھ سو گھنٹہ بنتا ہے۔ ان ڈیڑھ سو گھنٹوں میں تین مرتبہ قرآن کی تکمیل ہوتی ہے۔ یعنی ایک دفعہ مدرس ہر آیت تلاوت کرتا ہے، پھر اس کا ترجمہ اور تشریح کرتا ہے اور تیسری مرتبہ انہی آیات کو حافظ صاحب تراویح میں سنائیں گے۔ اگر اس طرح وقت لگے گا تو پھر کماحقہ وہ بات ہوگی کہ قرآن بندے کے حق میں شفاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا وقت راتوں میں قرآن کے ساتھ گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے حق میں قرآن کی سفارش قبول فرمائے۔

سوال: رمضان المبارک کا حاصل کیا ہے اور ایک روزہ دار کو اللہ تعالیٰ صبح سے شام تک بھوکا رکھ کر سکھانا کیا چاہتے ہیں؟

جواب: اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی مشہور حدیث ہے جو مستدرک حاکم میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ مسجد کے منبر کی سیڑھیوں پر قدم رکھ رہے ہیں اور آمین کہہ رہے ہیں۔ اس کا سبب پوچھا گیا تو جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی جبرائیل آئے تھے اور انہوں نے ایسے شخص کے لیے بددعا دی کہ وہ ہلاک ہو جائے جو یہ تین کام نہ کر سکے۔ (1) جس کے والدین بوڑھے ہوں وہ ان کی خدمت کر کے جنت نہ کما سکے وہ تباہ و برباد ہو جائے۔ تو میں نے آمین کہا۔ (2) جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے ایسا شخص تباہ و برباد ہو جائے۔ (3) جس شخص کو رمضان ملے اور وہ اس میں عبادات کر کے اللہ کو راضی نہ کر سکے۔ ایسا شخص تباہ و برباد ہو جائے۔ ان تین باتوں پر آپ ﷺ نے امین کہا۔ حاصل یہ ہے کہ رمضان المبارک ہماری مغفرت کا باعث بن جائے، ہمارے لیے جہنم سے آزادی اور جنت میں داخلے کا باعث بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کو پالینے کا باعث بن جائے۔ روزے کے اجر پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ((اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ)) (صحیح البخاری) ''روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا''۔ یعنی روزے سے اللہ ہی بندے کو مل جائے گا۔ یہ اس قدر فضیلت والی عبادت ہے۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

تقویٰ کی اہمیت و فضیلت

مولانا ندیم عالم

قرآن واحادیث نبوی میں تقویٰ کے متعلق بے شمار آیات واقوال رسول ﷺ وارد ہوئے ہیں۔ تمام عبادات خاص کر روزے کا بنیادی مقصد بھی انسان کے دل میں اللہ کا خوف اور تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس کے حاصل ہوجانے کے بعد دل کو گناہوں سے جھجک معلوم ہونے لگتی ہے، اور نیک کاموں کی طرف اس کو بے تابانہ تڑپ ہوتی ہے۔ بزرگان دین اور علمائے کرام کا اوّلین وصف تقویٰ رہا ہے۔ اپنے افعال واعمال پر غور وخوص کرنا تقویٰ کو فروغ دیتا ہے اور روزہ تقویٰ حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ تقویٰ اصل میں وہ صفات عالیہ ہے جو آدمی کو انسان بناتا ہے۔ خوف الٰہی کی بنیاد پر انسان کا اپنے دامن کا صغائر وکبائر گناہوں کی آلودگی سے پاک صاف رکھنے کا نام تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی نافرمانی کا ہر کام گناہ کہلاتا ہے۔

انسان اپنی روزی روٹی کی تلاش میں کبھی کبھی شریعت کے دائرے سے باہر نکل جاتا ہے اور اس کو اس فعل کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی مال ودولت کا حریص انسان کی قوت تمیز بین الحرام والحلال کو کمزور بنا دیتا ہے اور وہ دو وقت کی روٹی حاصل کرنے کے لیے ناجائز راستوں کو اختیار کر لیتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے بعض نیک بندے تقویٰ کی اہمیت، فضیلت اور خوف خدا کو دیکھتے ہوئے اپنی خواہشات کو اپنے اندر ہی دبا لیتے ہیں۔

تقویٰ کی اہمیت وفضیلت کے متعلق قرآن کریم کی آیات مبارکہ کا ذکر ذیل میں منقول ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ سورہ آل عمران میں ارشاد فرماتا ہے ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ﴾ ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسے اللہ سے ڈرنے کا حق ہے۔''

سورہ آل عمران ہی میں دوسری جگہ فرماتا ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''تو تم اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جتنا تم سے ہوسکے۔''

ان آیات بینات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان آیات کریمہ کے علاوہ بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں بڑے پُرزور انداز میں خالق کائنات نے بندوں سے تقویٰ کا مطالبہ کیا ہے۔ اور قرآن شریف میں جہاں بہت سی جگہ تقویٰ اختیار کرنے پر اجر وثواب کا وعدہ ہے وہیں ترک تقویٰ پر وعید بھی ہے۔ گویا مختصراً یہ سمجھ لینا چاہیے کہ چاہے جو بھی فعل یا عمل ہو اس میں اگر تقویٰ نہ ہو تو وہ بے کار ہے۔ آخرت میں جنت میں بھی یہی تقویٰ کے درجات کی بنا پر داخل ہوں گے۔ اس صفت حمیدہ کی ضرورت کا اندازہ اس بات سے بھی ہو جاتا ہے کہ جنت میں جتنے بھی آدمی داخل ہوں گے وہ سارے کے سارے تقویٰ کے کسی نہ کسی درجے میں ضرور ہوں گے۔

جب انسان اللہ تعالیٰ سے تقویٰ رکھتا ہے اور اپنے ہر عمل میں اللہ کا خوف رکھتا ہے تو اس کے نتیجے میں اس کو بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں ہیں۔ تقویٰ کے بے شمار فوائد قرآن واحادیث میں بہت ہی خوبصورت انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں سے چند فوائد درج ذیل ہیں:

۞ فلاح و بہبود: جب ہم قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ البقرہ کی آیت 189 میں فرماتا ہے: ''اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔''

۞ قوت تفریق بین الحق والباطل: جب کوئی بندہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے اندر ایک قوت پیدا کرتا ہے جس سے وہ حق وباطل، صحیح وغلط کے درمیان تمیز کرسکتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ الانفال کی آیت 29 میں فرماتا ہے: ''اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈروگے (تو) وہ بنا دے گا تمہارے لیے (حق وباطل میں) فرق کرنے کی کسوٹی اور دور کردے گا تم سے تمہاری برائیاں اور بخش دے گا تمہیں اور اللہ بڑے فضل والا ہے''۔

۞ گناہوں سے معافی: جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ سورہ طلاق میں ارشاد فرماتا ہے: ''اور جو ڈرے گا (تو) وہ دور کردے گا اس سے اس کی برائیاں اور زیادہ دے گا اس کو اجر۔''

۞ کاروبار میں آسانی: اللہ تبارک وتعالیٰ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرنے والے بندوں کے معاملات اور کاروبار میں آسانیاں فرماتا ہے، خیر وبرکت عطا فرماتا ہے۔ سورہ طلاق آیت 4 میں ارشاد فرماتا ہے: ''اور جو اللہ سے ڈرے گا (تو) وہ کردے گا اس کے لیے اس کے کام میں آسانی۔''

۞ رزق میں برکت اور فاقہ کشی سے حفاظت: اللہ تبارک وتعالیٰ تقویٰ والوں کے مشکلات، مصائب اور پریشانیاں دور کردیتا ہے اور ان کے رزق میں برکت نازل فرماتا ہے۔ اور ان کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ سورۃ الطلاق کی آیت 2 اور 3 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور جو اللہ سے ڈرتا ہے (تو) وہ بنا دیتا ہے اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ اور وہ رزق دیتا ہے اسے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔''

۞ دنیا وآخرت میں رحمت کا سبب: انسان قدم قدم پر اپنے رب کی رحمت کا محتاج ہے اور وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جنہیں اپنے رب کی رحمت سے کچھ حصہ نصیب ہو جائے۔ البتہ ایک بات یہاں یاد رکھی جائے کہ ایک رحمت تو وہ ہے جو دنیا میں ہر انسان کو حاصل ہے خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان اور اسی رحمت کا ثمرہ ہے کہ جس طرح مسلمانوں کو دنیا میں نعمتیں ملتی ہیں، اسی طرح کافروں کو بھی دنیوی نعمتیں ملتی رہتی ہیں۔ مگر آخرت میں انعامات اور رحمت صرف اہل ایمان کو ملے گی اور کافر اس دن سوائے افسوس کرنے سے کچھ نہ کر پائیں گے۔ یہ دنیاوی اور اُخروی رحمت جن خوش نصیبوں کو ملتی ہے ان کی ایک صفت تقویٰ ہے۔ سورۃ الاعراف آیت 156 میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''اور میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے، چنانچہ میں (مکمل طور پر) ان لوگوں کے لیے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھیں۔''

معیت اور نصرت الٰہی کا سبب: تقویٰ اختیار کرنے سے ایک اہم فائدہ یہ ملتا ہے کہ اہل ایمان کو شیطان، نفس اور دیگر دشمن مثلاً منافقین کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی معیت، نصرت اور تائید حاصل ہوتی ہے جس سے دشمنوں کی کارستانیوں اور ریشہ دوانیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ النحل آیت 128 میں فرماتا ہے: ''یقین رکھو کہ اللہ ان کا ساتھی ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور احسان پر عمل پیرا ہیں۔''

اس طرح اس تقویٰ کے بے شمار فوائد قرآن واحادیث میں وارد ہیں جن کا یہاں ذکر کرنا کلام کو طول دے گا۔ بہرحال ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں تقویٰ اور پرہیزگاری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

❁❁❁

رمضان المبارک کا دوسرا عشرہ: دنیائے انسانیت کے لیے نوید مغفرت

ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق

رمضان المبارک کا ماہ مبارک ابھی شروع ہی ہوا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک عشرہ مکمل ہوگیا۔ رمضان المبارک سراپا رحمت وبرکت کا مہینہ ہے اس میں باران رحمت کی فضا ابر رحمت بن کر برس رہی ہے اور اب دوسرے عشرے کا آغاز ہو رہا ہے۔ ویسے تو سبھی دن اللہ کے ہیں، راتیں بھی اسی کی ہیں، لیکن اس کی رحمت اپنے بندوں کو نوازنے کے لیے بہانے ڈھونڈتی رہتی ہے۔ اس لیے اس نے کسی شب کو لیلۃ القدر بنا دیا اور کسی مہینہ کو ماہ مبارک بنا دیا۔ اگرچہ رمضان کو عشروں میں تقسیم کرنے والی حدیث ضعیف ہے تاہم اس کو ایک استعارے کے طور پر بھی لے سکتے ہیں۔ روایت یہ ہے کہ رمضان المبارک کا پہلا حصہ رحمت ہے، دوسرا حصہ مغفرت ہے اور تیسرا حصہ جہنم سے آزادی کا پروانہ ہے۔ اس طرح دوسرا عشرہ گویا مغفرت کا عشرہ ہے۔ دنوں اور عشروں کی تقسیم اپنی جگہ، پورا ماہ رمضان المبارک ہی رحمت ومغفرت اور جہنم سے آزادی کا پروانہ لے کر آتا ہے۔ اب یہ انسان کی اپنی کوشش ہے کہ وہ اس ماہ مبارک سے کتنا فائدہ اٹھاتا ہے اور اپنے آپ کو کس طرح رحمت و مغفرت کے مستحق بناتا ہے۔ اس ماہ مبارک میں عبادات کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، فرائض کا ثواب 70 گنا ہو جاتا ہے۔ نوافل کا ثواب فرائض کے برابر ہو جاتا ہے۔ یہی معاملہ صدقات وعطیات کا بھی ہے۔ ان کا بھی ثواب بڑھ جاتا ہے۔ چونکہ اس ماہ میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں اس لیے اچھے اعمال کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

ماہ مبارک کے عشرہ مغفرت کا ایک تقاضا تو یہ ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ توبہ واستغفار کریں۔ استغفار خود ایک عبادت ہے اور احکم الحاکمین سے اپنے گناہوں کی معافی کے لیے درخواست بھی۔ استغفار سے انسان کے اندر تکبر کا مادہ بھی ختم ہوتا ہے۔ نامہ اعمال میں بھی استغفار ایک قیمتی اضافہ ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جس شخص کے نامہ اعمال میں استغفار کی کثرت ہو اس کے لیے بڑی خوش بختی کی بات ہے۔

استغفار آخرت کے اعتبار سے تو بڑی فضیلت کی بات ہے اور استغفار کرنے والے کے لیے نہایت قیمتی خزانہ ہے، لیکن اللہ رب العزت نے دنیا میں بھی استغفار میں بڑی فضیلت رکھی ہے۔ قرآن مجید میں استغفار کے فوائد میں یہ بھی لکھا ہے: ''جب تک لوگ استغفار کرتے رہیں گے اس وقت تک وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے۔'' (الانفال: 33)

گویا استغفار کی کثرت سے اللہ تعالیٰ دنیائے انسانیت کو عذاب سے اور بلاؤں سے اور وباؤں سے محفوظ رکھے گا۔ آج ساری دنیا میں ایک وبا پھیلی ہوئی ہے۔ ایسی عالم گیر وبا اس سے پہلے کبھی نہیں آئی تھی۔ آج اس کی سخت سے سخت ضرورت ہے کہ مسلمان کثرت سے استغفار کریں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہمیشہ کے لیے ہوتے ہیں اگر مسلمانوں کے استغفار سے دنیائے انسانیت اس وبا سے بچ جائے تو یہ بہت بڑی سماجی خدمت بھی ہوگی۔

قرآن مجید کی ایک اور آیت میں ہے: ''(حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے) کہا کہ تم اپنے رب سے استغفار کرو۔ وہ بہت مغفرت کرنے والا ہے۔ وہ تم پر بکثرت بارش برسائے گا، مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنائے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کرے گا۔'' (نوح: 10 تا 12)

اس آیت کریمہ میں اور قرآن مجید کی اور آیات میں بھی بہت واضح طور پر آیا ہے کہ استغفار کی برکت سے انسان کے دنیا کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کو فقر اور محتاجی سے بچائے گا۔ اس کو مال و دولت بھی دے گا اور اس کو دنیا میں قوت و شوکت بھی عطا فرمائے گا۔

احادیث میں بھی استغفار کے فضائل بڑی کثرت سے آئے ہیں۔ ایک حدیث پاک میں ہے: ''جو شخص استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر رنج و غم سے نجات دیتا ہے اور اس کو ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی عطا کرتا ہے جہاں سے اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔'' (ابن ماجہ)

رمضان المبارک کے اس عشرہ مبارکہ کو ہم اس طرح آباد کریں کہ ہماری زبان استغفار سے تر رہے اور ہمارا کوئی خالی وقت ایسا نہ ہو جس کو ہم استغفار کی کثرت سے پُر نہ کر لیں۔

عشرہ مغفرت کو اگر استعارے کے طور پر مغفرت سے منسوب مانا جائے تو اس کا دوسرا تقاضا یہ ہے کہ ہم جس چیز کی امید اللہ رب العزت سے اپنے لیے کرتے ہیں، وہی کام ہم اپنے طور پر اس کی مخلوق کے لیے کریں۔ یعنی اپنے دل سے کینہ، حسد اور بدلے کے تمام جذبات کو نکال باہر کریں۔ اگر کسی نے ہمارا حق مارا ہے، ہمارے ساتھ نازیبا حرکت کی ہے، ہم کو اپنی زبان سے یا اپنے عمل سے کوئی تکلیف پہنچائی ہے تو ہم یکطرفہ طور پر اس کو معاف کر دیں۔ اپنے دل کی گہرائیوں میں جھانکیں اور جس شخص سے بھی کوئی عداوت کا جذبہ ہو اس کا نام لے کر اس کو معاف کر دیں، اور اگر فون کر سکتے ہوں تو فون کر کے اس سے بات کریں تاکہ ہمارا دل پوری طرح صاف ہو جائے۔ اس عشرے میں مسلسل اس کی مشق کریں کہ ہمارے دل میں ہر ایک کے لیے محبت ہو، نفرت جیسے منفی جذبات ہمارے دل میں گزر نہ پائیں۔ آج کا دور بڑا عجب دور ہے۔ اس میں دکھ بڑھ رہے ہیں، نفرتیں بڑھ رہی ہیں، عداوتیں بڑھ رہی ہیں۔ اس ماہ مبارک کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے طور پر محبتیں بڑھائیں، الفتیں بڑھائیں، پیار بانٹیں۔ ان شاء اللہ ماہ مبارک کی برکت سے ہم کو وہ ملے گا جو ہم بانٹیں گے۔ قرآن مجید میں ہے کہ بری بات کو بھلی بات سے دفع کرو۔ یعنی دوسروں کی بات کے جواب میں بھلی بات کرو، اس کا اثر یہ ہوگا کہ جس آدمی کو تم سے شدید نفرت ہوگی، وہ بھی تمہارا جگری دوست بن جائے گا۔

اس ماہ مبارک کے اس عشرے میں ہم کو یہ دو کام تو ضرور کرنے چاہئیں، ایک یہ کہ زیادہ سے زیادہ استغفار کریں اور دوسرا یہ کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو معاف کریں۔ اگر ہم نے ایسا کر لیا تو ان شاء اللہ ہم اس ماہ مبارک سے ایک قیمتی حصہ کے حقدار ہوں گے جو دنیا اور آخرت دونوں جگہ ہمارے لیے بھلائی کا سبب ہوگا۔

❁❁❁

خامہ انگشت بدنداں ہے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

گزشتہ تین دہائیوں سے بالخصوص، پاکستان جمہوریت کے آئے دن بدلتے سوانگ، روپ بہروپ دیکھتا اب تو گویا سکتے کے عالم میں گنگ کھڑا ہے۔ ایسی چنگاری بھی یا رب اپنے خاکستر میں تھی! ''صاف چلی شفاف چلی'' میں جب تبدیلی آنے لگی تو پہلے مرحلے میں کیچڑ اچھالتے...... ''داغ تو اچھے ہوتے ہیں'' کے پیرائے میں جمہوریت کا یہ گدلا حسن ہم نے بھگتا۔ پھر دیگر بے شمار ناگفتنی رجحانات، اقدامات، عوامل کے ہمراہ معیشت کے اڑتے پرخچے، قومی خزانے کی لوٹ سیل، ریوڑیوں کی طرح بٹتے روپے، افراتفری بدنظمی کے بیچ قوم کا مقدر IMF، FATF کے ہاتھوں گروی رکھ دیا گیا۔ تمام رعونت، گھمنڈ، خود پسندی کے غبارے میں ہوا بھرتی گئی۔ عاقبت نااندیشی کی حدیں ٹوٹ گئیں۔ عجز وانکسار کی رتی بھی کہیں ڈھونڈے سے نہ ملتی، عُجب وتکبر مجسم یہاں تک کہ ایوانہائے اقتدار سیاسی جمہوری قلابازیوں کی تماشا گاہ ان کے ہاتھوں بنی۔ شکست اچانک سر پر کھڑی دیکھی تو بساط ہی الٹ ڈالی۔ عجب آئینی بحران اٹھا کھڑا کیا۔ مسلمہ آئینی قواعد وضوابط بالائے طاق رکھ کر جو کاری وار وزیراعظم اور ڈپٹی اسپیکر نے متزلزل جمہوریت کو لگایا، اسے اسٹریچر پر ڈال کر عدلیہ کے ہسپتال میں داخل کرانا پڑا۔ جج صاحبان سرجوڑے مرہم پٹی، ہومیوپیتھک علاج یا سرجری کے مخمصے میں گتھی سلجھانے کو بیٹھے ہیں۔ باہر لواحقینِ جمہوریت آہ وزاری کر رہے ہیں۔ اس اچانک اقدام کے پس پردہ شاید یہ بھی عنصر کارفرما ہو کہ دوسری مخلوق (جس کی بازگشت رہتی ہے میڈیا میں) رمضان شروع ہونے پر مشاورت، مدد سے قاصر خود اللہ کے حکم سے مقید ہوگئی!

ناطقہ سربہ گریباں ہے اسے کیا کہیے
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھیے!

سچ پوچھیں اور حقیقت پسندی سے کام لیں تو دنیا سے اب جمہوریت کا دور لد چکا، خواہ وہ ہماری ہمسائے میں صمد بونڈ سے جوڑ جاڑ کر جیسی تیسی حامد کرزئی، عبداللہ عبداللہ اور اشرف غنی جمہوریت تھی۔ پرلے پار حسنی مبارک جمہوریت، حسینہ واجد والی (پھانسی گھر فیم) جمہوریت تھی یا مودی جمہوریت۔ ٹرمپ کے دور میں بڑے چودھری کے ہاں بھی ہم دانتوں تلے انگلی دابے جمہوریت کا حسن تلاشتے رہے۔ تا آنکہ ٹرمپ کے جیالے، پاکستانی عمرانی جمہوریت، دھرنا اسٹائل وائٹ ہاؤس پر چڑھ دوڑے۔ پھر جیسے تیسے بائیڈن لرزاں ترساں کرسی صدارت پر بیٹھے، تو افغانستان جان کو آ لیا۔ C-17 کا شرمناک دن امریکی انخلا کی جو تصاویر سامنے لایا وہ چنداں قابل رشک نہ تھیں۔ برطانوی جمہوریت میں بورس جانسن کی وزارتِ عظمیٰ ٹرمپ سے (مخبوط الحواسی سمیت) کافی مشابہ ہے۔ روس اور چین نے اپنی اپنی جگہ مغرب کو پھسوڑی ڈال رکھی ہے۔ جمہوریت کا غلغلہ دم سادھے بیٹھا ہے۔ مسلمانوں کو عمران خان نما 'میں نہ مانوں' کی ضد چھوڑ کر نظام کی حقیقی تبدیلی پر غور وفکر کی ضرورت ہے۔ جمہوریت میں ہمارا بھلا نہ ہوا...... عام آدمی کا حال زار تو دیکھئے اگر سینے میں دل ہے۔

ذرا بھارتی مسلمانوں کا حال بھی ملاحظہ کیجیے جس پر انسانی حقوق وانصاف کے بین الاقوامی پیپلز ٹریبونل کی شریک بانی (ہندو خاتون) انگنا چٹرجی نے کیلی فورنیا میں منعقدہ (بھارتی مسلمانوں کی نسل کشی اور عالمی اسلاموفوبیا) کانفرنس میں کہا: ''بھارت 1950ء کے بعد سب سے زیادہ خوفناک سیاسی بحران میں ڈوبا ہوا ہے۔ آج کی تنگ نظر جمہوریت کا کام فسطائیت اور مسلمانوں کا صفایا ہے۔ بی جے پی، آدیواسیوں (قدیم آبادی) اور دلتوں کے ساتھ اونچی ذات کے مراعات یافتہ ہندوؤں کے پُرتشدد تعلقات میں ذات پات کے جبر کی نمائندگی کرتی ہے۔ بھارت میں اعلیٰ ڈگریاں، صنعتی عسکری ترقی، رئیس طبقے کی بے پناہ دولت عملی زندگی کی جہالت، تنگ نظری، ظلم وجبر کی علت دور نہیں کر سکی۔''

سو کہاں کی جمہوریت اور کون سے بیچارے جمہور...... عوام! عمران خان بھی اگر جمہوریت پسند ہوتے (خود پسند اور خود پرست ہونے کی بجائے) تو عدم اعتماد پر حقیقی عدد سامنے آنے پر کرسی سے چمٹنے کو زمین آسمان ایک کرنے کی بجائے خاموشی سے اکثریت کھو دینے کا اعتراف کر کے استعفا دے کر فیصلہ عوام کے حوالے کر دیتے۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!

پاکستان اس حال میں کیوں ہے؟ آج کے سیاسی منظرنامے میں تمام گفتگوئیں، مسائل اور ان کے مجوزہ حل کلیتاً ایک سیکولر جمہوریت، نظریے سے عاری پس منظر میں ہو رہی ہیں۔ رمضان شروع ہو چکا ہے۔ چند دن پہلے تک ''نھی عن المنکر'' کا سہارا لئے ''جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا!'' کے پیرائے میں ایک دوغلا تماشا لگایا تھا۔ پھر غیر ملکی طاقت کا فسانہ کھڑا کر کے نئی بیساکھی پکڑ لی۔ امریکا نے واشگاف کہہ دیا کہ اس الزام میں ذرہ برابر سچائی نہیں ہے۔ ہم پاکستان میں قانون کی حکمرانی اور آئینی طریقہ کار کا احترام کرتے ہیں۔ (ترجمان اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ، نیڈ پرائس)

ہمارے اخلاق وکردار کو کیا ہوا؟ انسانم آرزوست! جو ڈھونڈے سے نہیں ملتا! ذرا تعمیر مینار پاکستان کے حوالے سے عجب کہانی تازہ کر لیجیے۔ قراردادِ پاکستان 23 مارچ 1940ء، آزادی کا اہم ترین سنگ میل تھا۔ منٹو پارک میں اس مقام پر یادگار (مینار پاکستان) تعمیر کرنے کا منصوبہ بنا۔ رقم کی فراہمی کے لیے گورنر مغربی پاکستان اختر حسین کے مشورے کے مطابق، سینما گھروں اور (جوئے کے) گھوڑوں کی ریس کے ٹکٹوں پر اضافی ٹیکس عائد کر کے رقوم حاصل کی گئیں! ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ!'' کے نعروں کی گونج میں اٹھایا گیا علیحدہ مسلم ریاست کا مطالبہ، قائداعظم کی سو سے زائد تقاریر میں دو قومی نظریہ اور شریعت کو نظامِ حکومت قرار دینے کی قطعیت کا تقدس! مگر منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے۔ قائداعظم کی رحلت کے بعد کھوٹے سکوں کی حکمرانی نے یہ احساس بھی ختم کر ڈالا کہ قرارداد پاکستان

کے لیے اگر کچھ اینٹیں جوڑنی تھیں تو بھلے وہ بہت اونچا مینار نہ ہوتا، بنیاد تو حلال آمدنی پر ہوتی! یہ پڑھ کر گتھی سلجھ گئی۔ گورے کی کٹھ پتلی حکومتوں نے جمہوریت یا مارشل لاؤں کی جو باریاں لگائیں، اس میں اسلام کا گزر عید، رمضان پر سرکاری بیان جاری کرنے سے زیادہ نہ تھا۔ 74 سال میں ہمہ نوع سیکولر، بے دین، قادیانی نواز، منکرینِ حدیث خواہ کل کے پرویزی ہوں یا آج کے غامدیے، حکمران رہے۔ اسلام صرف ایک نعرہ تھا۔ اب اگر یادگار پاکستان کا تقدس مالِ حلال کا متقاضی نہ تھا تو آج عجب کیا کہ وہی مینار ٹک ٹاکر کے اخلاق باختہ منظر کا مقام بنے، خودکشی کرنے والے بھی اسی مینار کا انتخاب کریں۔ سینما گھر کے ٹکٹوں والی کمائی پر بننے والے مینار پر ہمہ نوع سیاسی جلسے، کبھی زرداری کی تقاریر نشر ہوں، کہیں جوئے کے گھوڑوں کی کمائی کو سلامی پیش کرتے ہارس ٹریڈنگ والے پارٹیاں جوڑوں کی طرح بدلتے سیاست دان مرکزِ نگاہ ہوں۔ یہیں سے میوزیکل شو نما جلسے میں اَمپائر کے مہربان سائے تلے کپتان لانچ ہوئے!

کہاں اسلام میں مناصب کا تقدس، اس کی اللہ کے حضور جوابدہی پر لرزاں و ترساں خلفائے راشدین! جہاں منصب کو خود طلب کرنے والا خائن قرار پائے، اس لئے کہ یہ اس کی لاعلمی یا رب تعالیٰ کے سامنے جوابدہی سے بے نیازی کا آئینہ دار ہے۔ کہاں ابوبکر تا علی رضوان اللہ علیہم روتے ہوئے مناصب پر بٹھائے گئے۔ وقتِ رخصت غم تھا تو صرف عوام کے حق میں کوتاہی ہو جانے، بیت المال کے حساب پر اور آخرت میں گرفت کا غم تھا۔ ریاستِ مدینہ کے نام لیوا، ذرا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو تو دیکھیں کہ جب مملکت میں قحط پڑا تو انتظامات کی دوڑ دھوپ غم سے گھلتے وہ سوکھ سوکھ کر کانٹا ہوگئے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا بنو امیہ کا شہزادہ، خلافت سنبھالی تو ساری بے مثل خوش پوشی ہوا ہوگئی۔ پوری رات جائے نماز پر روتے گزر گئی کہ شرق تا غرب پھیلی مملکت کے ہر مسلمان کا جواب مجھے اللہ کے حضور دینا ہے! ایوانہائے اقتدار نے ان بے مثل اَدوار کو پڑھنا تو کجا، سونگھا چکھا بھی نہیں۔ کرسی کی ہوس نے اس لئے دیوانہ بنا رکھا ہے۔

ہم کن سرابوں کے پیچھے سرگرداں ہیں؟ جب قرآن نازل ہوا اور اللہ کا عطا کردہ نظام 100 سال کے اندر تین براعظموں پر چھا گیا۔ محمد بن قاسم 711ء میں ہندوستان، طارق بن زیاد 712ء میں اسپین داخل ہوئے۔ اسی وقت موسیٰ بن نصیر شمالی افریقہ کے ایک صوبے کے گورنر تھے جو لیبیا، مراکش، الجیریا، تیونس، موریطانیہ، مالی پر محیط تھا۔ آئین شکنی بلاشبہ بدعہدی اور ملک و قوم سے غداری کی آئینہ دار ہے۔ مگر قرآن جو کل عالم اور کل انسانیت کے لیے اللہ کا نازل کردہ آئین ہے، اس سے بے اعتنائی، اَن پڑھ جاہل مطلق ہونا، پس پشت ڈالنا، بے خوفی سے ہر حد توڑنا کیا جرم عظیم نہیں؟ آج پاکستان کے ہمہ نوع حالات کی ابتری کی یہ وجہ وحید ہے!

افغانستان کا معجزہ دیکھ کر بھی جس کی آنکھیں نہ کھلیں، ایسے نیند کے ماروں کو کون جگا سکتا ہے! رمضان تو یوں بھی ماہِ قیامِ پاکستان ہے! کچھ تو سوچیے! جن نظاموں کی خدائی پر ہمارے سیکولر دانشور ایمان لائے تھے، وہ ایک ایک کر کے آنجہانی ہوگئے۔ کمیونزم کا بت ٹوٹا، مغرب کی سونڈ کو 15 اگست 2021ء کو اَنمٹ داغ لگا، جمہوریت برص زدہ ہو چکی، اس کے بعد کیا ہوگا؟؟

تو کہاں جائے گی کچھ اپنا ٹھکانہ کر لے
ہم تو کل خوابِ عدم میں شبِ ہجراں ہوں گے!

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(16 تا 29 مارچ 2022ء)

جمعرات (16 مارچ) کو مرکزی اسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (18 مارچ) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعدازاں معمول کی مصروفیات رہیں۔

بدھ (23 مارچ) کو By Road مع اہل خانہ لاہور آنا ہوا اور رات اڑھائی بجے مرکز پہنچے۔

جمعرات (24 مارچ) کو مرکزی اسرہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ شام کو حلقہ لاہور شرقی کے تحت ''استقبال رمضان'' کے پروگرام میں خطاب کیا۔

جمعہ (25 مارچ) کی صبح قرآن اکیڈمی میں 11:30 بجے رجوع الی القرآن کے طلبہ سے گفتگو کی۔ سوال و جواب بھی ہوئے۔ جامع مسجد قرآن اکیڈمی لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ سہ پہر ''امیر سے ملاقات'' پروگرام کی ریکارڈنگ کرائی۔ رات بعد نماز عشاء حلقہ لاہور غربی کے تحت ''استقبال رمضان'' کے حوالے سے منعقدہ اجتماع سے خطاب کیا۔

ہفتہ (26 مارچ) صبح 09:00 بجے تا ایک بجے توسیعی عاملہ کے تربیتی سیشن میں شرکت کی۔ 03:30 بجے دین حق ٹرسٹ کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ بعد نماز عصر مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی جو نماز عشاء تک جاری رہا۔

اتوار (27 مارچ) کو 08:30 بجے سے نماز عشاء تک مرکزی مجلس شوریٰ کے دوسرے سیشن میں شرکت کی۔ اتوار کو ہی بعد نماز ظہر صدر انجمن اسلام آباد ڈاکٹر خالد نعمت صاحب سے نائب امیر کی موجودگی میں ملاقات کی۔ بعد نماز عشاء رفقاء اور عوام کے لیے ماہ رمضان کے حوالہ سے 2 مختصر ریکارڈنگ کروائیں۔

سوموار (28 مارچ) کو صبح 08:30 بجے تا 12:30 بجے توسیع عاملہ کے دوسرے سیشن میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر کراچی کے لیے By Road روانگی ہوئی اور منگل کی صبح 07:00 بجے کراچی پہنچے۔ اسی رات پشاور کے لیے روانگی ہوئی۔

بدھ (29 مارچ) کو صبح پشاور ایک بڑے تعلیمی ادارہ ماڈل اسکول میں نصاب قرآنی کے حوالے سے منعقدہ تعارفی و تربیتی پروگرام میں شرکت کی۔ پھر کراچی واپسی ہوئی۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

کلیۃ القرآن کی سالانہ تقریب (2022ء)
تکمیل بخاری شریف و دستار فضیلت

مرتضیٰ احمد اعوان

05مارچ2022ءکوکلیۃ القرآن (قرآن کالج) لاہور میں تکمیل بخاری شریف و دستار بندی کی تقریب منعقد ہوئی۔طلبہ اوراساتذہ کرام کا جوش وولولہ قابل دید تھا۔تقریب میں جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث مولانا یوسف خان بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے اور بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا۔اس کے علاوہ پروگرام میں نامور علماء کرام اور طلبہ کے والدین بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔انتظامی کمیٹی کے ممبران نے اس تقریب کے انتظامات کو احسن انداز سے انجام دیا۔سٹیج سیکرٹری کے فرائض کلیۃ القرآن کے استاد مفتی ارسلان نے سرانجام دیئے۔پروگرام کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔کلیۃ القرآن کے طالب علم علی شان نے سورۃ الرحمٰن کی آیات کی تلاوت کی۔درجہ خامسہ کے طالب علم محمد رضوان نے نعت رسول ﷺ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

مرکزی انجمن خدام القرآن کے ناظم اعلیٰ اور ناظم کلیۃ القرآن محترم حافظ عاطف وحید نے اپنے استقبالیہ کلمات میں تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔انہوں نے کہا کہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 1987ء میں نوجوانوں کی دینی تربیت کے لیے قرآن کالج قائم کیا تھا جو بیس سال چلتا رہا لیکن پھر 2007ء میں اس کو بند کرکے کلیۃ القرآن کا آغاز کیا۔قرآن کالج میں دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم مختص تھی۔کلیۃ القرآن میں دینی تعلیم (درس نظامی) اور عصری تعلیم (ایم اے) دونوں طرح کی تعلیم دی جاتی ہے۔اساتذہ کی نگرانی میں جس طرح طلبہ میں دینی شعور پیدا کیا جاتا ہے وہ دوسری واجبی تعلیم میں ممکن نہیں ہے۔میرا اپنا احساس ہے کہ کاش میں بھی اس سلسلے سے گزرا ہوتا۔میں سمجھتا ہوں کہ ان طلبہ میں دینی شعور بہت پختہ ہے۔جب یہ عملی زندگی میں جائیں گے تو ہر قسم کے فخر وغرور سے پاک ہوکر معاشرے میں ایک مثالی کردار ادا کریں گے۔اس وقت ہماری کیفیت شکر والی ہے۔اس تقریب کا مقصد نمود ونمائش نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعے فارغ ہونے والے طلبہ کو چند نصائح دینا مقصود ہے۔

وفاق المدارس العربیہ کے مسئول اور جامعہ اشرفیہ کے استاد مفتی محمد خرم یوسف نے نے کہا کہ پڑھنے پڑھانے کا مقصد اللہ والا بننا ہے۔یہاں سے فارغ ہونے کا مقصد فراغت نہیں ہے بلکہ عملی طور پر رسول اللہ ﷺ کی اسوہ کی روشنی میں اپنا علم آگے پھیلانا ہے۔قرآن وسنت کا علم پھیلانے کا بہت بڑا ذریعہ زبان ہے۔قرآن مجید میں زبان کے استعمال کے لیے قول سدید (درست بات)، قول بلیغ (موثر انداز والی بات) اور قول میسور (نرمی والی بات) جیسی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں۔یعنی ہم نے دین کا پیغام نرمی کے ساتھ اور موثر انداز میں لوگوں کے سامنے رکھنا ہے۔جہاں دین کی بات کرنے کا موقع ملے تو سلامتی والی بات کرنی ہے تاکہ لوگ دین کی طرف عملی طور پر راغب ہوں۔ورنہ معاشرے میں بدگمانیاں اور دوریاں پیدا ہوتی ہیں اور دین پھیلنے کی بجائے دین سے دوری ہوسکتی ہے۔ہم اپنے بولنے کو قرآن وسنت کے تابع کردیں۔یہ خوبصورت ترین تعلیم ہے اس پر عمل کرنے سے ہماری دنیا اور آخرت سنورے گی۔

کلیۃ القرآن کے شعبہ عربی کے انچارج شیخ فضل بن محمد نے عربی میں تقریر کی۔انہوں نے علماء کرام کی ذمہ داریاں، علم کی فضیلت اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے افکار پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ علماء فروعی اختلافات کو چھوڑ کر متفق باتوں کو لیں اور رسول اللہ ﷺ کی آفاقی تعلیمات کو عام کریں۔اس وقت جدید تہذیب کے چیلنجز بہت زیادہ ہیں اور علماء ان کا مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اتریں۔

رجوع الی القرآن کورس کے استاد محترم رشید ارشد نے اپنے خطاب میں کہا کہ علماء کی مجالس کے بغیر یہ دنیا اندھیر ہے۔دین کے احکامات کو لوگوں میں منتقل کرنا علماء کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔قرآن میں علم کا لفظ وحی کے لیے بولا جاتا ہے۔علم والے اللہ کے حضور کھڑے رہتے ہیں، رکوع وسجود کرتے ہیں۔دین آئین بندگی کا نام ہے۔دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم کا جاننا بھی ضروری ہے۔علماء کی بنیادی ذمہ داری گناہوں سے بچنا اور معاشرے کے حالات کو جاننا ہے۔آج فتنوں کی یلغار ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہر دور میں فتنے آتے رہے ہیں اور علماء نے ان کا رد کیا ہے۔موجودہ جدید تہذیب کی بنیاد محسوس پر ہے۔آج لوگوں کا سب سے بڑا مسئلہ ایمان بالغیب کا ہے۔آج کے دور کی تشکیل طبیعیات کے علم پر رکھی گئی ہے جس کی غیب پر ایمان لانا مشکل ہوگیا ہے۔ہمیں علماء کی سرپرستی میں اس دور کے فتنوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

کلیۃ القرآن کے پرنسپل محترم ریاض اسماعیل نے ادارہ کی سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت کل طلبہ 125 ہیں۔اب تک 63 طلبہ دورۂ حدیث کے فارغ التحصیل ہوچکے ہیں جن میں سے اکثر درس وتدریس کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔اس سال درس نظامی کے پانچ درجوں کا رزلٹ سو فیصد رہا جبکہ تین درجے سادسہ 85 فیصد، ثالثہ 90 فیصد اور اولیٰ کا رزلٹ 84 فیصد رہا۔16 طلبہ نے 80 فیصد سے زیادہ نمبر حاصل کرکے درجہ ممتاز حاصل کیا۔عصری تعلیم میں امتحانات کا شیڈول تبدیل ہوتا رہا لیکن ہمارے طلبہ کی کارکردگی سو فیصد رہی۔ادارے میں 22 اساتذہ ہیں جن میں 8 اساتذہ دینی وعصری دونوں علوم پڑھانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔اس سال کامرس (آئی کام) کی کلاسز شروع کی گئی ہیں۔اگلے سال سے میٹرک سائنس کی کلاسز بھی شروع کریں گے۔اس کے علاوہ حفظ قرآن اور تخصص کی کلاسز بھی شروع کرنی ہیں۔تخصص میں اساتذہ کی کوچنگ ہے تاکہ وہ انگلش میڈیم سکولوں میں پڑھا سکیں۔

سابق صدر انجمن خدام القرآن اور سہ ماہی حکمت قرآن کے مدیر محترم ڈاکٹر ابصار احمد نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا کہ اسلام پورے عالم کے لیے ہے اور تاقیام قیامت کے لیے ہے۔یورپ میں اسلام پر بہت کام ہو رہا ہے۔ابھی مارچ کے پہلے ہفتے میں امریکہ میں ایک پروگرام ہوا جس میں مختلف اسلامک انسٹیٹیوٹ کے ڈائریکٹرز مل بیٹھ رہے ہیں اور قرآن کے حوالے سے اپنے تجربات ایک دوسرے سے شیئر کر رہے ہیں۔یہ حضرات امریکہ میں رہتے ہوئے موجودہ دور کے جدید مسائل سے واقف ہیں۔اس پروگرام میں قرآن، حدیث اور اسلامک سٹڈیز کے موضوعات پر گفتگو ہوئی۔اس

میں زیادہ تر مرد ہیں لیکن تین خواتین بھی حصہ لے رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بھی دینی سرگرمیوں میں خواتین کو شامل کرنا چاہیے۔

جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث مولانا یوسف خان نے اپنے صدارتی خطاب اور بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ مجھے یہ دیکھ کر انتہائی مسرت ہوئی کہ آپ نے اس تقریب کو سیمینار بنا دیا۔ انہوں نے کہا کہ کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ دونوں وحی الٰہی ہیں جن کے ذریعے ہم اپنے اعمال اور اقوال درست کر سکتے ہیں اور فتنوں سے بھی بچ سکتے ہیں۔ فرقہ واریت، گمراہیوں اور جدید فتنوں سے بچنے کے لیے درست قول بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ درست قول کے لیے ہمیں درج ذیل دس چیزوں سے اپنی زبان کو پاک کرنا ہوگا:

1۔جھوٹ 2۔غیبت 3۔چغل خوری 4۔بہتان
5۔تمسخر 6۔دھوکہ دینا 7۔طعنہ دینا 8۔تحقیر مسلم
9۔ایذا مسلم 10۔گالی

اہل علم نے ان برائیوں کو ’’آفات لسان‘‘ کہا ہے۔ اللہ کے ہاں درست قول کی بہت اہمیت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ﴾ (الاحزاب) ’’اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور بات کیا کرو سیدھی۔ اللہ تمہارے سارے اعمال درست کر دے گا۔‘‘

یعنی اگر آپ نے اپنے قول کو درست کر لیا تو آپ کے اعمال اللہ تعالیٰ خود درست کر دے گا۔ جیسے آپ کا کوئی معاملہ بگڑ گیا یا کسی سے کوئی تنازع پیدا ہو گیا تو اس موقع پر اگر آپ نے اپنی زبان کو درست استعمال کر لیا تو وہی مسئلہ اللہ تعالیٰ حل کر دے گا۔ غیبت، چغل خوری اور گالی سے لوگوں میں جدائی پیدا ہوتی ہے اور تعلقات ٹوٹتے ہیں اور آپ نے جوڑنے والا عالم بننا ہے توڑنے والا نہیں بننا۔

اس کے بعد طلبہ کی دستار بندی کی گئی۔ پھر مولانا یوسف خان کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ پروگرام کے بعد مہمانوں کے لیے پُرلطف کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

۞ ۞ ۞

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ جنوبی پنجاب، ممتاز آباد کے ناظم تربیت جناب محمد وسیم بھٹی کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت:0315-6529888

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے ناظم تربیت حمزہ شاہد اور امیر مقامی چکلالہ عبید اللہ شاہد کے والد وفات پا گئے۔ برائے تعزیت:0321-5006192

☆ حلقہ سرگودھا کی مقامی تنظیم غربی کے امیر عبدالرحمٰن کی بھانجی وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت:0331-7628707

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ
فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

خصوصی شمارہ — اپریل 2022ء — رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ

مشمولات

☆ پاکستان کا معاشرتی نظام — ایوب بیگ مرزا
☆ دعا اور عبادت کا ربط و تعلق — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ دو روزے — مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
☆ رمضان المبارک کا جامع پروگرام — عاطف محمود
☆ رجوع الی القرآن واستقبالِ رمضان — عبدالرزاق کوڈواوی
☆ فتنۂ دجال اور درپیش چیلنجز — آصف حمید
☆ میرا گھر میری ذمہ داری — انجینئر سید نعمان اختر
☆ عورت کا سماجی مقام — ارسلان اللہ خان
☆ اسرائیلی تعلیمی نصاب کی ایک جھلک — رضی الدین سید
☆ مہمان زحمت نہیں، رحمت ہے! — حافظ محمد اسد
☆ عقیقہ: احکام وفضائل — احمد علی محمودی
☆ صلہ رحمی کی اہمیت — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ تفسیر اور تاویل اور ان کا باہمی فرق — پروفیسر حافظ محمد قاسم رضوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ’’بیان القرآن‘‘ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

دو ماہ کی اشاعت پر مشتمل خصوصی شمارہ ☆ صفحات:148 ☆ قیمت:80 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر ہاشمی فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 27 سال، تعلیم بی ایس سی الیکٹریکل انجینئرنگ، قد "5.5'، برسرروزگار کے لیے لاہور سے دینی مزاج کی حامل ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں ہے۔
برائے رابطہ:0300-8091619

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم اسلامی کو لندن میں مقیم اپنے بیٹے، عمر 41 سال، تعلیم ایم فل، عقد ثانی (بوجہ اولاد) کے لیے دینی مزاج کی حامل کنواری، بیوہ یا خلع یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔
برائے رابطہ:0300-8435160

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کا دورہ حلقہ ملاکنڈ

محمد سعید، ناظم نشر و اشاعت، حلقہ ملاکنڈ

امیر تنظیم اسلامی پاکستان محترم شجاع الدین شیخ کے حلقہ ملاکنڈ کے اس دورے کا آغاز 12 مارچ کو ہوا۔ نماز مغرب کے بعد امیر محترم تنظیم غالیگے سوات کے لیے روانہ ہوئے جہاں امیر محترم ختم القرآن کے ایک پروگرام میں بطور مہمان خصوصی مدعو تھے۔ انہوں نے ''قرآن پاک اور ہم'' کے عنوان پر خطاب کیا۔

13 مارچ کو امیر محترم نے غالیگے ہی کے رفیق جناب عثمان غنی کے حجرہ میں ناشتہ کے بعد شانگلہ اور بشام سے آئے ہوئے رفقاء سے ملاقات کی۔ ملاقات کے اختتام پر امیر محترم، امیر حلقہ کی معیت میں حلقہ مرکز تیمر گرہ روانہ ہوئے۔ جہاں حلقہ کے سہ ماہی اجتماع میں رفقاء کا تعارف حاصل کرنے کے بعد امیر محترم نے ''قرآن اور انفاق'' کے موضوع پر سورت الحدید کے حوالہ سے خطاب کیا۔ اور شرکاء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ چائے کے وقفہ کے بعد اگلی نشست ذمہ داران کے ساتھ تھی۔ تعارف کے بعد شرکاء کے سوالات کے بھی مفصل جوابات دیئے۔ نماز ظہر اور کھانے کے بعد امیر محترم باجوڑ کے لیے روانہ ہو گئے۔

امیر تنظیم اسلامی پہلی بار باجوڑ تشریف لائے تھے لہٰذا وہاں جشن کا سماں تھا۔ باجوڑ کے مشہور و معروف راحت ہوٹل میں 2 تناظیم کے رفقاء و احباب، علاقے کے معززین، اور کئی سیاسی جماعتوں کے صدور وقت مقررہ سے پہلے پہنچ گئے تھے۔ حاضری تقریباً 300 کے قریب تھی۔

امیر محترم نے ''اسلام، پاکستان اور ہم'' کے موضوع پر ایک مدلل خطاب کیا اور ساتھ ہی شرکاء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ امیر محترم کا یہ دورہ علاقے کے لیے ہوا کا ایک تازہ جھونکا ثابت ہوا۔ نماز عصر کے بعد امیر محترم واپس تیمر گرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد بلامٹ ملاکنڈ کے مقام پر ''دین اسلام کے تقاضے'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ رات کا قیام تنظیم کے دیرینہ اور بزرگ رفیق محترم محمد فہیم کے ہاں تھا۔ نماز فجر کے بعد امیر محترم نے مقامی مسجد میں درس قرآن دیا۔ بعد میں امیر حلقہ کے ساتھ ضلع ملاکنڈ کے صدر مقام بٹ خیلہ کے لیے روانہ ہوئے۔ وہاں پر ملتزم رفیق قاری امین الرحمن کے مدرسے میں ''قرآن حکیم اور ہم'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ جس کو 70 سے زیادہ سامعین نے بڑے انہماک کے ساتھ سنا۔

امیر محترم نے بٹ خیلہ ہی میں ایک مقامی کالج میں طلبہ سے خطاب تھا۔ یہاں پر بھی ''قرآن مجید اور ہم'' کے عنوان پر خطاب کیا اور بعد ازاں طلبہ کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ بعد نماز ظہر امیر محترم دورہ ملاکنڈ کی تکمیل کے بعد واپس لاہور کے لیے عازم سفر ہوئے۔ امیر محترم کے حلقہ کے چار اضلاع پر مشتمل اس دورہ نے رفقاء و احباب میں ایک نیا جذبہ اور ولولہ پیدا کیا۔ اس دورہ میں امیر حلقہ محترم ممتاز بخت اور نائب ناظم اعلیٰ محترم گل رحمن امیر محترم کے ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس سعی اور جہد کو قبول فرمائے اور ہمارے لیے توشۂ آخرت بنا دے۔ آمین

موسس: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
نگران: شجاع الدین شیخ

رجوع الی القرآن کورس

افتتاحی تقریب
قرآن اکیڈمی ڈیفنس
22 مئی 2022
اتوار صبح 9 بجے
خواتین کیلئے شرکت کا باپردہ انتظام ہے

آغاز
درج ذیل اکیڈمیز میں
23 مئی 2022
بروز پیر
دورانیہ: 10 ماہ

صبح 08:45 تا دوپہر 01:00 بجے
پیر تا جمعہ

مضامین تدریس

سال اوّل
بیان القرآن
قرآن حکیم کا منتخب نصاب
سیرت النبی ﷺ
توسیعی محاضرات
ترجمۂ قرآن حکیم مع ترکیب
سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم
عربی گرامر
ناظرہ قرآن حکیم و تجوید
عقیدہ و فقہ
فکر اسلامی
حدیث و سنت

سال دوم
علم العقیدہ
اصول التفسیر
اصول الحدیث
اصول الفقہ
فقہ المعاملات
علوم القرآن
تفسیر القرآن
علم الحدیث
فقہ العبادات
اللغۃ العربیۃ و ادبھا
الفکر الاسلامی

ہاسٹل کی سہولت قرآن اکیڈمی یسین آباد میں صرف حضرات کے لیے دستیاب ہے

www.QuranAcademy.com
info@QuranAcademy.com

قرآن اکیڈمی ڈیفنس: 021-35340022-4، 0334-3088689
قرآن اکیڈمی یسین آباد: 021-36806561، 0331-7292223
قرآن اکیڈمی کورنگی: 021-35078600، 0343-1216738
قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر: 021-34030119، 0323-4030119
قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد حیدرآباد: 0334-3350910، 0345-2701363

Vol:31 Regd. No. C.P.L NO.114 No.15

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore